بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ نحل ۸۹

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے

آخری پیغام



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی۔ایچ۔ڈی

ادارہ مسعودیہ ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ
نحل ۸۹
اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے

آخری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے ؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

کتاب ———— آخری پیغام
مصنف ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تقدیم نگار ———— ابوالسرور محمد مسرور احمد
ناشر ———— ادارۂ مسعودیہ
طباعت ———— ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء
تعداد ———— گیارہ سو
قیمت ———— روپے

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ: ۲/۶، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون: ۶۶۱۴۷۴۷
۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم، اے، جناح روڈ، عیدگاہ کراچی فون نمبر: ۲۲۱۳۹۷۳ - ۲۶۳۳۸۱۹
۳۔ فرید بک اسٹال: ۳۸۔ اردو بازار لاہور، فون نمبر: ۷۳۱۲۱۷۳ - ۷۲۲۴۸۹۹ - ۴۲-
۴۔ ضیاء القرآن: ۱۴۔ انفال سینٹر اردو بازار، کراچی فون نمبر: ۲۱۲-۲۲۱ - ۲۶۳۰۴۱۱
۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵ فون نمبر: ۴۹۲۶۱۱۰ - ۴۹۱۰۵۸۴
۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ لبستان العلوم: کڈ ہالہ (مجاہد آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان

اُس کے نام

☆ ـــــ جس کی عمرِ عزیز کی اللہ نے قسم کھائی

☆ ـــــ جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی

☆ ـــــ جس کے دیارِ عزیز کی اللہ نے قسم کھائی

☆ ـــــ جس کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا

☆ ـــــ جس کو دونوں عالم کے لیے ھادی بنا کر بھیجا

☆ ـــــ جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا

☆ ـــــ جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش کیے جاتے ہیں

☆ ـــــ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا

☆ ـــــ جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا

☆ ـــــ جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی

☆ ـــــ جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت زرتشت نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی

☆ ـــــ جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی

☆ ـــــ جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا

☆ ـــــ جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جاں نثار بنایا

☆ ـــــ جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جینا سکھایا۔

☆ ـــــ جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا

☆ ـــــ جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا

☆ ـــــ جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی ـــــ جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

☆ ـــــ جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی

☆ ـــــ جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی

☆ ـــــ جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔

☆ ـــــ جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا

☆ ـــــ جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا

☆ ـــــ جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے

☆ ـــــ جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے

☆ ـــــ جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے

☆ ـــــ جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظر دی

☆ ـــــ جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و خبردار کیا

☆ ـــــ جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ ـــــ جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ ـــــ جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ ـــــ جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔

☆ ـــــ جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بنایا

☆ ـــــ جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا

☆ ـــــ جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ ـــــ جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھائے

☆ ـــــ جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گر بتائے

☆ ـــــ جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ ـــــ جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

☆ ـــــ جس نے محبت کا سبق سکھایا
☆ ـــــ جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا
☆ ـــــ جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لاکر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا
☆ ـــــ جس نے زندہ رہنا سکھایا
☆ ـــــ جس نے مرنا جینا سکھایا
☆ ـــــ جس نے مظلوموں کی دادرسی کی
☆ ـــــ جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی
☆ ـــــ جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا
☆ ـــــ جس نے کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا
☆ ـــــ جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا،
☆ ـــــ جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا
☆ ـــــ جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا
☆ ـــــ جس نے دادرسی کے لیے تلوار اٹھائی
☆ ـــــ جس نے داد خواہوں کی دادرسی کی
☆ ـــــ جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی
☆ ـــــ جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی
☆ ـــــ جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا
☆ ـــــ جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا

☆ ـــــ جس نے رسم ورواج کا لحاظ رکھا

☆ ـــــ جس نے فکرِ انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا

☆ ـــــ جس نے عالمی نشأۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر ونظر کو بیدار کیا

☆ ـــــ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا

☆ ـــــ جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا

☆ ـــــ جس نے نوعِ انسانی کے لیے مہمیز کا کام کیا

☆ ـــــ جس نے شعور وآگہی کی آنکھیں کھول دیں

☆ ـــــ جس نے قلبِ انسانی کو سنوارا

☆ ـــــ جس نے تسخیرِ کائنات کے گُر بتائے

☆ ـــــ جس نے ذہنوں کو جھنجھوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا

☆ ـــــ جس نے نوعِ انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطۂ حیات ساتھ لایا

☆ ـــــ جس نے رنگ ونسل، قومیت وعلاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی

☆ ـــــ جس نے مغلوب ومفتوحِ کائنات کو فاتحِ کائنات بنایا

☆ ـــــ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا

☆ ـــــ جس نے بتایا سارا جہان ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو ـــــ جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو ـــــ

☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر

☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

☆ ـــــ جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے

☆ ـــــ جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا

☆ ـــــ جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا

☆ ـــــ جس نے انقلاب نو کا اعلان کیا

☆ ـــــ جس نے وحدت آدم کا علم بلند کیا

☆ ـــــ جس نے وحدت فکر و عمل کا پھریرا لہرایا

☆ ـــــ جس کا فیض کل بھی جاری تھا جس کا فیض آج بھی جاری ہے، جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا



حرفِ اوّل

ابوالسرور محمد مسرور احمد

قرآن کریم انسان کی فکری دُنیا اور عملی دُنیا کو بنانے والا ۔ تاریکیوں سے روشنیوں کی طرف لانے والا، فاصلوں کو گھٹانے والا اور سفید و سیاہ کو ملانے والا ہے ——— قرآن کریم نے انسان کو تجربوں کی کلفت سے بے نیاز کر کے نتائج تک پہنچا دیا ۔ یہ اس کا عظیم احسان ہے ۔ ہم نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا، ہم نے قرآن کو مذہب کے خانے میں ڈال کر الگ کر دیا ——— افسوس ہم نے یہ کیا کیا! ——— ہم نے اس کو علم کے خانوں میں تقسیم کر دیا، یہ ناقابلِ تقسیم ہے علم و دانش کے سارے خانے اسی کی روشنی سے روشن ہوئے ہیں ——— یہ آفتاب ہے، یہ مہتاب ہے، یہ نُورٌ علیٰ نُور ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور نزولِ قرآن سے انسانی زندگی میں ہر طرف انقلاب آیا ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قرآن نے ہم کو محبت میں لگایا، اب ہم فساد میں لگ گئے، تشدد کے حوالے سے اسلام کو پہچانا جانے لگا، قرآن میں بڑی کشش ہے، اس کی تلاوت سُن کر مسلمانوں کے ہی نہیں غیر مسلموں کے دل بھی کھنچتے ہیں، یہ آفاقی کلام ہے، یہ اللہ کا کلام ہے ——— ہمارے اسلاف قرآن پڑھتے بھی تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے، ہم صرف باتیں بناتے ہیں، بہت کم ہیں جو پڑھتے ہیں، وہ جو عمل کرتے

ہیں وہ عنقا ہوتے جارہے ہیں ـــــ وہ کتاب جو دنیا کی ہر سلطنت میں یاد کیے جانے کے لائق ہے ـــــ وہ خود مسلمان حکومتوں میں بھلا دی گئی، یہ دُنیا کی تاریخ خصوصاً مسلمانوں کی تاریخ کا بڑا المیہ ہے، ہمارے دانشور قرآنی علوم سے محروم ہیں، ہمارے حکمراں قرآن کریم سے بے خبر ہیں۔

ہم زندگی کے ہر شعبے میں یہود و نصاریٰ اور ہنود کی باتیں اور ادائیں اپنا رہے ہیں مگر نہ معلوم کیوں اسلام کی باتیں اچھی نہیں لگتیں ـــــ اللہ تعالیٰ ہم میں قومی غیرت ـــــ اور حمیّت پیدا کرے، یہ غیرت پیدا ہو جائے تو سب کام آسان ہو جائیں۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم قرآن مجید کی عظمت کو غیر مسلموں کے اقوال کی روشنی میں جاننا چاہتے ہیں، کیا عجیب اندازِ فکر ہے! قرآن کو خود قرآن و حدیث کی روشنی میں پڑھا جانا چاہیئے یا مسلمان مفکرین و مفسرین کی تحقیقات کی روشنی میں ـــــ دُنیا کے تقریباً ہر مذہب و ملت کے دانشوروں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، یہ خیالات خاص طور پر ان حضرات کی توجہ کے لائق ہیں جو قرآن کریم کو دوسروں کے حوالے سے جاننا چاہتے ہیں، ہم یہاں چند خیالات پیش کرتے ہیں!

(۱) سر ولیم میور، "قرآن پاک کا کوئی جزو، کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سُنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو۔" [۱]

(۲) سر ولیم میور، "شاید دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا متن قرآنِ پاک کی طرح تیرہ صدیوں تک اپنی اصلی حالت میں رہا ہو۔" [۲]

(۳) ڈاکٹر سیل ، "قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے ، اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا ۔ یہ لازوال معجزہ ، مُردہ زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے" [۳]

(۴) ایم۔ کے۔ گاندھی ، "میں نے تعلیمات قرآنی کا مطالعہ کیا ہے ، مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے ۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی ہے کہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے" [۴]

(۵) ڈاکٹر جانسن ، "قرآن کے مطالب ایسے مناسب وقت اور عام فہم ہیں کہ دنیا ان کو آسانی سے قبول کرسکتی ہے" [۵]

(۶) چارس فرانس پورٹر ، "دُنیا کی کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے" [۶]

(۷) جرمنی شاعر و فلسفی ، گوئٹے ، "قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر میں ایک تحیر آمیز رقت میں ڈال دیتی ہے" [۷]

(۸) عمانویل ڈی اش ، "قرآن مجید مُردہ عقل اور علم کو زندہ کرتا ہے" [۸]

(۹) ہاروگ ہرش فیلڈ ، "ہم کو یہ دیکھ کر تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ قرآن سائنسی علوم کا سرچشمہ ہے" [۹]

(۱۰) پروفیسر مارگولیوس ، "قرآن نے انسانی فکر و خیال کی نئی ہیئت کو جنم دیا اور ایک نئی قسم کی قومی خصوصیت پیدا کی" [۱۰]

(۱۱) ایل۔ وی۔ ورلری ، "قرآن میں عقل و دانش کا ایک ذخیرہ جمع ہے جس سے ہماری ذہین ترین شخصیات، عظیم ترین فلاسفر اور ماہر سیاستداں استفادہ کر سکتے ہیں۔" [۱۱]

(۱۲) ڈاکٹر موریس بوکائے ، "قرآن میں کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں جس پر جدید سائنسی نقطہ نگاہ سے اعتراضات کیے جا سکیں۔" [۱۲]

(۱۳) ڈاکٹر موریس بوکائے ، "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی معلومات کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے یہ بات ناقابل تصور معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کے بہت سے وہ بیانات جو سائنس سے متعلق ہیں کسی بشر کا کام ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات مکمل طور پر صحیح ہے کہ قرآن کو وحی آسمانی کا اظہار سمجھا جائے۔" [۱۳]

(۱۴) ڈاکٹر گستاؤلی بان ، "قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پرجوش ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔" [۱۴]

(۱۵) جرمنی فاضل، ایم کی بولف، "قرآن نے صفائی، طہارت اور پاکیزگی کی وہ تعلیم دی ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو جراثیم امراض سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔" [۱۵]

(۱۶) مسٹر بھوپندر ناتھ باسو ، "تیرہ سو برس کے بعد بھی قرآن کی تعلیمات کا اثر یہ ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے بڑے خاندانی مسلمانوں کی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔" [۱۶]

(۱۷) ایچ۔ جی۔ ویلز ، "قرآن نے مسلمانوں کو مؤاخات (اخوت) کے

بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل، رنگ اور زبان کے پابند نہیں ہیں۔" ۱۷

(۱۸) گارڈ فرے ہیگنس، "قرآن غریبوں کا دوست اور غمخوار ہے اور سرمایہ داروں کی زیادتیوں کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔" ۱۸

(۱۹) پروفیسر ہربرٹ رائل، "قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہُوا ہے اور قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی ہے۔" ۱۹

(۲۰) پادری، وال رپیس ڈلی، "قرآن کا مذہب امن وسلامتی کا مذہب ہے۔" ۲۰

(۲۱) کارلائل، "قرآن کے احکام اس قدر عقل و حکمت کے مطابق واقع ہُوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔" ۲۱

(۲۲) ڈاکٹر سموئیل جانسن، "قرآن میں مطالب اتنے سُتھرے اور ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانے کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں۔" ۲۲

(۲۳) جان جاک رلیک، "قرآن نے ایک عظیم الشان نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا۔" ۲۳

(۲۴) ڈاکٹر برتھرینڈ، "وہ لوگ جنہوں نے قرآن کی ہدایات اور احکام کو اپنایا ہے وہ ایسی تہذیب کے بانی ہوئے جو آج تک حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔" ۲۴

(۲۵) ڈاکٹر سٹینلے لین پول، "قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی اور اصُول جہانبانی سکھائے۔" ۲۵

(۲۶) ڈاکٹر راڈ ڈیل ، "اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔" ۲۶؎

(۲۷) نپولین ، "مجھے اُمید ہے کہ میں دُنیا کے تمام دانا اور باشعور لوگوں کو یکجا کر کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لاثانی نظام قائم کروں گا کیونکہ صرف یہی تعلیمات ہی انسان کو مسرتوں سے روشناس کر سکتی ہیں۔" ۲۷؎

(۲۸) ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور ، "وہ وقت دُور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور رُوحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کرے گا۔ وہ زمانہ بھی دُور نہیں جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا۔" ۲۸؎

(۲۹) مسز سروجنی نائیڈو ، "قرآن شریف غیر مسلموں سے بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے۔ اس کے اصول کی پیروی سے دُنیا خوشحال ہو سکتی ہے اور دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔" ۲۹؎

(۳۰) سرایڈورڈ ڈینی راس ، "قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشے گوشے میں اسے پھیلایا جائے۔" ۳۰؎

○

آپ نے قرآنِ کریم سے متعلق غیر مسلموں کے افکار و خیالات پڑھے، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کی نظر میں قرآن حکیم صحیح اور سچا ہے، بے مثل و بے نظیر ہے، کسی انسان کی طاقت نہیں کہ ایسی ایک آیت بھی لکھ سکے، اس کے مضامین فطرت کے عین مطابق ہیں، یہ بہت آسان ہے، اس کی تلاوت سے

انسان عجیب کیف و مستی کے عالم میں کھو جاتا ہے، یہ حیرت افزا بھی ہے عقل افزا بھی، ایمان افزا بھی ہے اور صحت افزا بھی، اس میں انسانی مساوات، انسانی اخوت اور غریب پروری کا سبق دیا گیا ہے ــــــ اس سے انسانیت کی اصلاح ہوئی، مذہب کے حوالے سے دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوا، ایک نیا دستور زندگی سامنے آیا اور ایک عظیم تہذیب و تمدن نے جنم لیا اور ایک عظیم حکومت قائم ہوئی ــــــ قرآنِ کریم کی مدد سے ہم آج بھی ایک عالمی حکومت قائم کر سکتے ہیں ــــــ قرآن سب کا ہے اور سب اسکے ہیں ــــــ قرآن اللہ کا کلام ہے اور سب اللہ کے بندے ہیں ــــــ بندگی کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے ہر حکم کو مانیں اور اس سیدھے راستے پر چلیں جو قرآنِ حکیم نے ہم کو دکھایا اور اسی راستے پر چل کر ہم اپنی منزل کو پا سکتے ہیں۔

قرآن کریم پر اتنا کام ہوا ہے کہ دنیا کی کسی کتاب پر اتنا کام نہیں ہوا۔ تنو سے کہیں زیادہ زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی گئیں اور بہت سے مختلف پہلوؤں پر کام ہوئے ہیں ــــــ ماضی قریب ہی میں دو تین اہم کام ہوئے جو ہم سب کے لیے قابل توجہ ہیں مثلاً ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری کی انگریزی زبان میں تحقیقی کتاب[۱]، سید انور علی ایڈوکیٹ کی ضخیم انگریزی تفسیر[۲]۔ علماء و دانشور قرآنی علوم پر لکھتے رہے، لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے مگر اللہ کی باتیں کبھی ختم نہ ہوں گی ــــــ

پیشِ نظر تحقیق کی تقریب یہ ہوئی کہ فاضل مصنف والدی و مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے مخدومی حضرت محمد عبد اللہ جان دامت برکاتہم عالیہ (پشاور) کی تحریک پر عالمی شہرت یافتہ خطاط خورشید عالم گوہر رقم کے قلمی قرآن کریم "عجائب القرآن" پر مفصل مقدمہ لکھا۔ گوہر رقم نے یہ قرآن کریم تین سو سے زیادہ عربی رسم الخطوں میں لکھا ہے، جو حیرت ناک بھی ہے اور نادر روزگار بھی۔ اسی لیے اس کا نام "عجائب القرآن" ہے ــــــ اس کا وزن ایک ٹن سے زیادہ ہے۔ یہ قلمی نسخہ

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی (اسلام آباد) میں زائرین کے لیے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت عبداللہ جان مدظلہ العالی کی تحریک پر لکھا گیا اور ان ہی کی تحریک پر شیخ صبور احمد (مینجنگ ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) نے پہلی بار ۱۹۸۶ء میں سرہند پبلی کیشنز، کراچی کی جانب سے کتابی صورت میں حضرت ممدوح کے تعاون سے شائع کیا ـــــ پاکستان میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ ایک ایڈیشن ہندوستان سے بھی شائع ہوا ـــــ بحمداللہ علمی حلقوں میں اس کی بہت پذیرائی ہوئی ـــــ چنانچہ پاکستان کے فاضل جلیل پروفیسر مولانا منتخب الحق علیہ الرحمہ (صدر شعبہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی) نے اس کتاب کو اپنے موضوع پر بہترین کتاب قرار دیا، یہ کتاب عرصہ دراز سے ناپید تھی، شیخ صبور احمد صاحب نے اس کی اشاعت کا پھر بیڑا اُٹھایا ہے، انھیں کے تعاون سے شیخ محمد احمد صاحب بھی اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے سیدہ غنی زہرہ بائی میموریل ٹرسٹ کراچی کی طرف سے ایک ایڈیشن شائع کرا رہے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلے ایڈیشن میں "حرفِ اوّل" کے عنوان سے حضرت والدی و مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے کتاب کی تحریک اور طباعت سے متعلق بعض تفصیلات تحریر فرمائی تھیں۔ اب آپ کے ارشاد کی تعمیل میں سابقہ تحریر کی جگہ یہ تحریر شامل کی گئی ہے ـــــ اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت اہم کتاب ہے، دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے ہونے چاہئیں، اُمید ہے کہ ناشر اس طرف توجہ فرمائیں گے ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کو مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین!

۴ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ
۴ جنوری ۱۹۹۸ء

احقر ابوالسرور محمد مسرور احمد غفرلہ الصمد

حوالے

ا؎ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، اپریل ۱۹۷۰ء (مقالہ خواجہ ظفر نظامی، قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں) ص ۳۶۹

(2) Islam the Religion of all Prophets, Karachi, 1982, Refference. life of Mohomet by Sir William Muir.

۳؎ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۲

۴؎ ایضاً، ص ۳۷۲ ۵؎ ایضاً، ص ۳۷۴

(6) Charles Francis Potter : The faith men live by, Kings Wood Surrey, 1955, p. 81

۷؎ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۳ ۸؎ ایضاً، ص ۳۷۴

(9) Hartwig Hirschfeld : New Researches into the Composition and Exegesis of the Qur'an, London, 1902, p. 9

(10) Rev. G. Margoliouth (In Introduction to the Qur'an by Rev J. M. Rodwell, London, 1918)

(11) Laura Veccia Varleiri : Apologie de l' Islamisme, pp. 57-59

(12) Dr. Maurice Bucailli : The Bible, the Qur'an and Science, p.15

۱۳؎ موریس بوکائیے : بائبل، قرآن اور سائنس (ترجمہ اردو ثناء الحق صدیقی) مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۴۰۲

۱۴ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۴
۱۵ ایضاً، ص ۳۷۰ ۱۶ ایضاً، ص ۳۷۶ ۱۷ ایضاً، ص ۳۷۵
۱۸ ایضاً، ص ۳۷۵ ۱۹ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۰ ایضاً، ص ۳۷۵
۲۱ ایضاً، ص ۳۷۳ ۲۲ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۳ ایضاً، ص ۳۷۷

(24) Dr. Bertherand : Contribution des Arabes au progress des Sciences Medicales, Paris, 1883, p. 6

۲۵ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۲ ۲۶ ایضاً، ص ۳۷۲
۲۷ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۸ ایضاً، ص ۳۷۲ ۲۹ ایضاً، ص ۳۷۳
۳۰ ایضاً، ص ۳۷۶

(31) The Quranic Foundation and Structure of Muslim Society, vols. I., II, Karachi, 1973

(32) Quran the Fundamental law of human life, Hamdard Foundation, Karachi.

نوٹ :- اس تفسیر کی پہلی جلد ۱۹۸۲ء میں سید پبلیکیشنز کراچی نے شائع کی تھی۔ اب یہ تفسیر ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی شائع کر رہا ہے۔ اب تک (۹۷-۱۹۹۶ء) اس کی تیرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

مسرور

آئینہ

باب ۱

۵۷ ۲۷

علم الٰہی لا متناہی ——— لوحِ محفوظ ——— قرآن اور صاحبِ قرآن ——— میثاق النبیین ——— دعائے ابراہیم ——— بشارت موسیٰ ——— بشارت عیسےٰ ——— زرتشت کی بشارت ——— گوتم بدھ کی بشارت ——— احسانِ الٰہی ——— اعزازِ الٰہی ——— فرمانِ الٰہی ——— بعثتِ نبوی ——— جبلِ نور ——— آغازِ وحی ——— مدتِ وحی ——— کاتبینِ وحی ——— قرآن منزل من اللہ ——— جبریل نے اتارا ——— رمضان المبارک میں اتارا ——— رات میں اتارا ——— ٹھہر ٹھہر کے اتارا ——— تمام و کمال اتارا ———

۲

۵۸ — ۷۵

کفار و مشرکین کا رد عمل ــــ قرآن کی حقانیت ــــ اختلاف نہیں ــــ شک شبہ نہیں ــــ بے مثل و بے نظیر ــــ بے عدیل و بے مثیل ــــ قرآن اور توریت و انجیل ــــ زبان قرآن ــــ جمال قرآن ــــ تاثیر قرآن ــــ جلال قرآن ــــ

۳

۷۶ — ۱۲۰

گرد و پیش ــــ عظمت لوح و قلم ــــ کتاب اور کتابت ــــ رق و مہرق ــــ قرطاس و پیپیرس ــــ قرآن مکتوب ــــ جمع و تدوین قرآن ــــ حفاظت قرآن ــــ قرآن بین الدفتین ــــ مصحف رسول کریم ــــ مصحف عائشہ صدیقہ ــــ مصحف ابی بن کعب ــــ مصحف معاذ بن جبل ــــ مصحف ابو زید سعد بن عبید ــــ مصحف زید بن ثابت ــــ مصحف عبد اللہ بن عمرو بن عاص ــــ دربار نبوی اور جمع و تالیف قرآن ــــ احزاب کی تقسیم ــــ دلائل و شواہد ــــ کاتبین اور جامعین قرآن کی کثرت ــــ مصاحف کی کثرت ــــ مصحف صدیقی ــــ عہد فاروقی اور ابن حزم ــــ مصاحف عثمان ــــ عہد نبوی میں احادیث کے قلمی مجموعے ــــ عہد نبوی میں دوسری قلمی کتابیں ــــ قرآن ــــ قرآن کے صفاتی نام ــــ قرآن حکیم کی اندرونی تقسیم ــــ قرآن حکیم کے قلمی نسخے ــــ مصاحف عثمانی ــــ

قراءحفاظ قرآن کے درجات ـــــ شفاعتِ قرآن ـــــ دل ویراں ـــــ تحریک قرآن ـــــ جام وصہبا ـــــ قرآن مأدبۃ اللہ ـــــ خانۂ ویراں ـــــ قرآنی سانچہ ـــــ

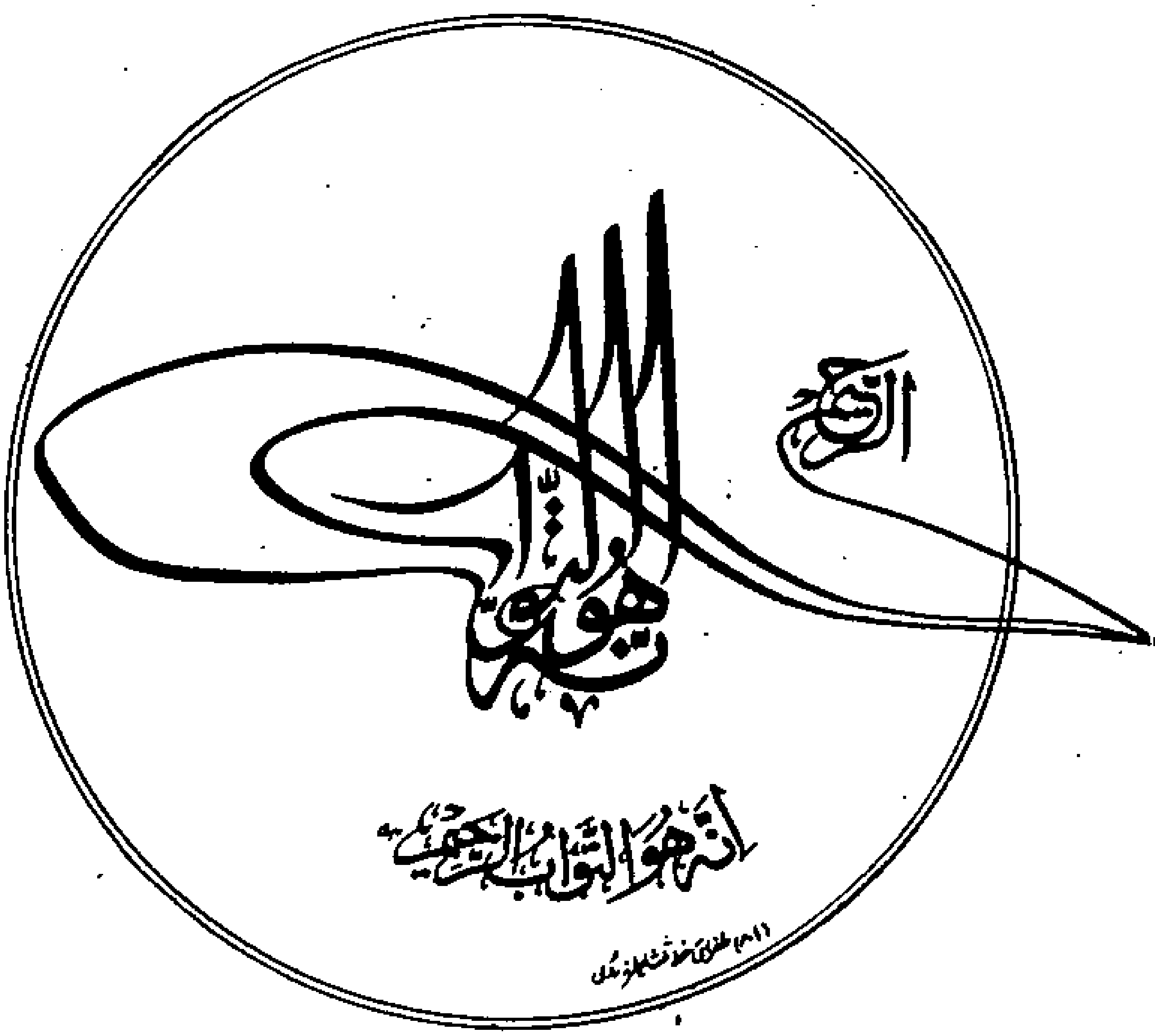
باب ۷

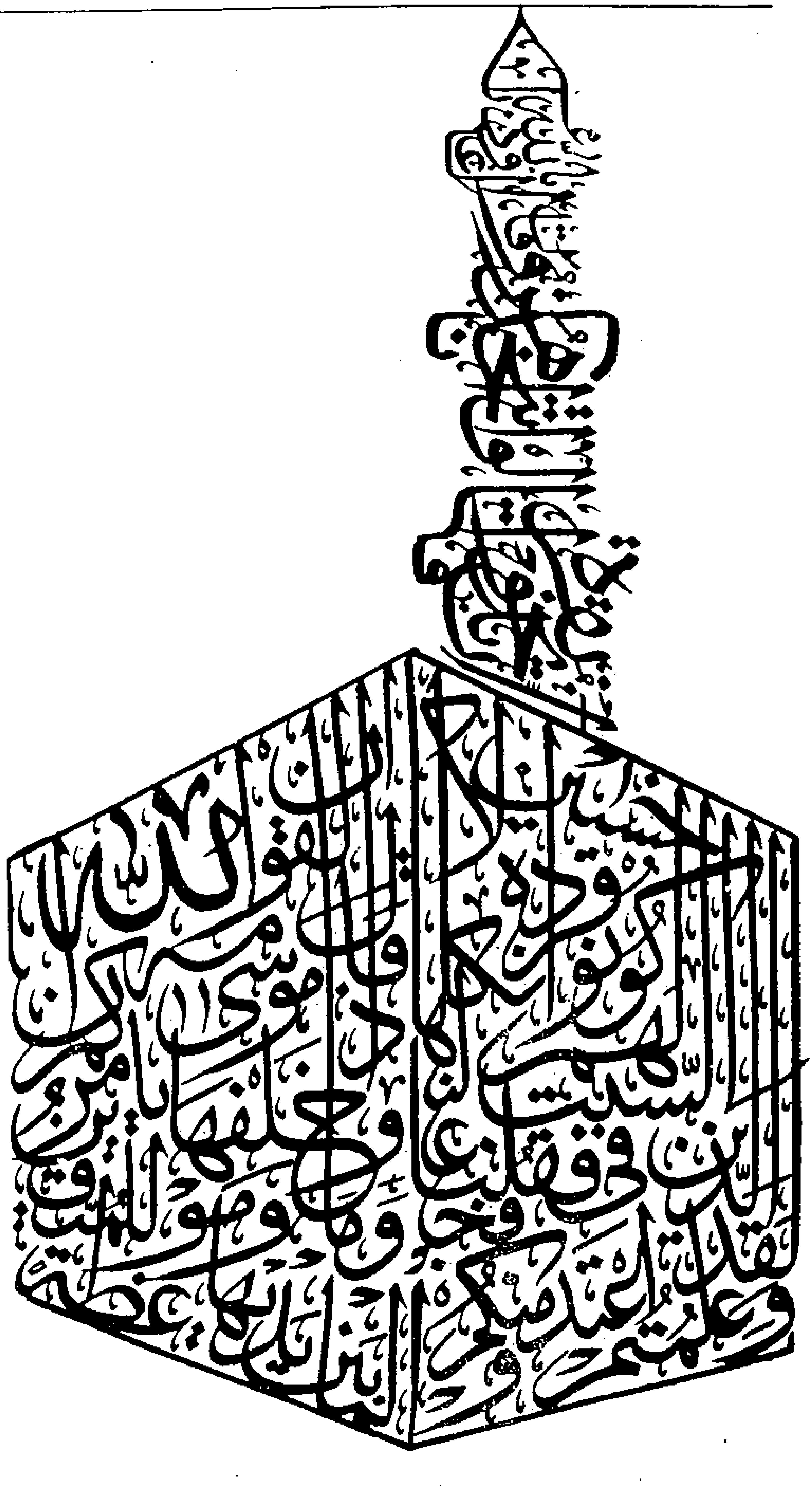
۱۹۶ ـــ ۱۷۱

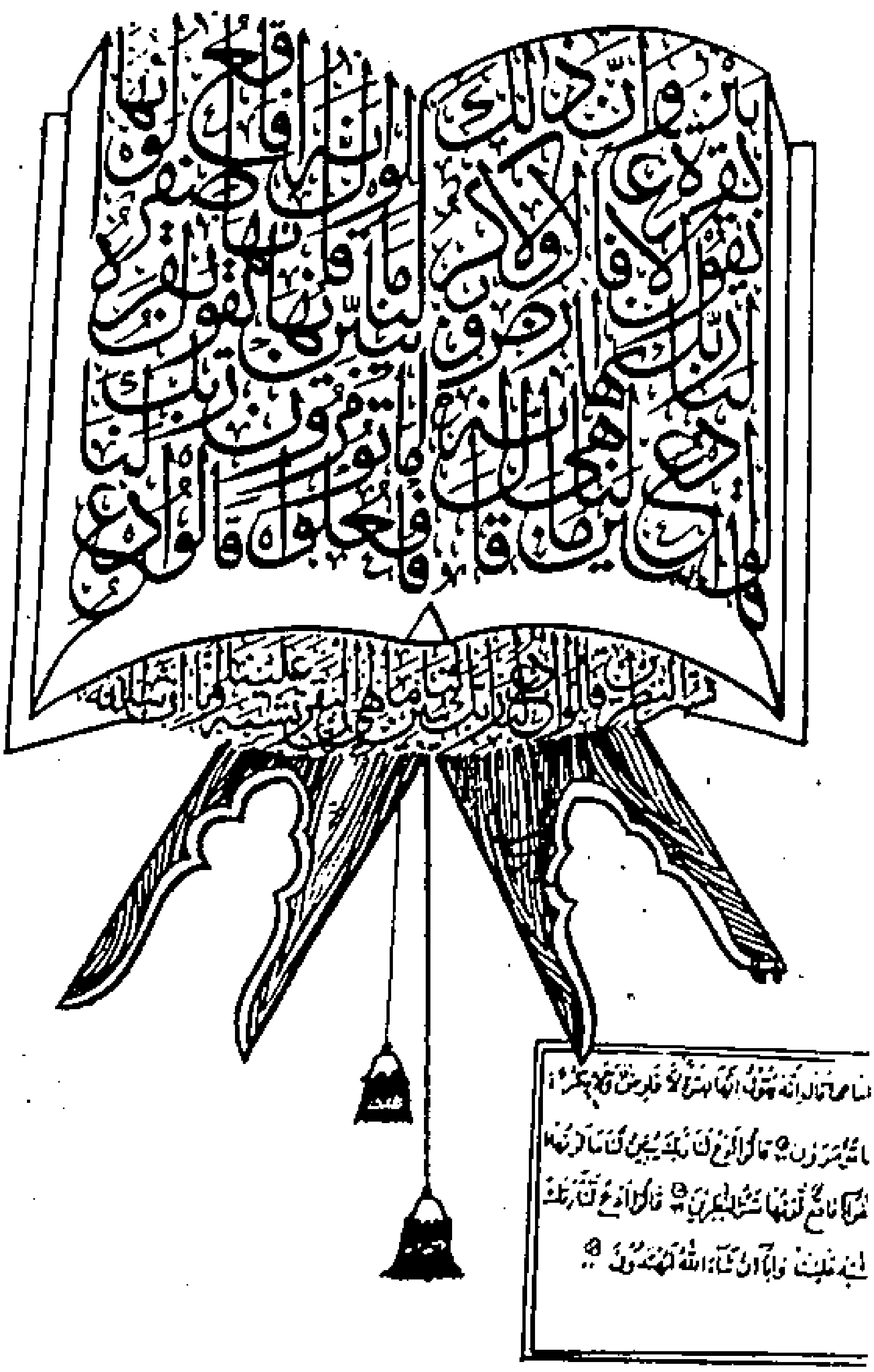
اشاعت اسلام اور قرآن ـــــ پاک وہند اور عرب تعلقات ـــــ سندھ میں صحابہ کی آمد ـــــ باشندگان سندھ کی طرف نامۂ مبارک ـــــ سندھ اور افریقہ کے وفود کی دربار نبوی میں حاضری ـــــ خلافتِ راشدہ میں اسلام اور قرآن کی اشاعت ـــــ ابن حزم کا بیان ـــــ عہد فاروقی میں پاک وہند کے ساحلی علاقوں میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد عثمانی میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد علوی میں صحابہ کی آمد ـــــ عہد معاویہ میں صحابہ کی آمد ـــــ جنگ صفین اور ۵۰۰ مصاحف ـــــ یزید بن معاویہ اور سندھ میں مسلمان ـــــ زین العابدین اور سندھی خاتون ـــــ راجہ داہر اور محمد علافی ـــــ حجاج بن یوسف کے نام سرانديپ کے راجہ کے تحائف ـــــ ساحل سندھ پر بحری قزاقوں کا حملہ ـــــ حجاج کی مہمات ـــــ محمد بن قاسم کی آمد اور سندھ میں استقبال ـــــ ہندوستان کے مشرقی ومغربی سواحل پر مسلمانوں کی آمد ـــــ اشاعت اسلام اور قرآن ـــــ تراجم و تفاسیر قرآن ـــــ اولین ترجمہ وتفسیر ـــــ ترجمہ فارسی سلمان فارسی ـــــ تفسیر منسوب بہ ابن عباس ـــــ تیسری صدی ہجری میں زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ ـــــ دیگر عالمی زبانوں میں تراجم ـــــ اشاعت قرآن، ایک جائزہ ـــــ حفاظت قرآن، ایک جائزہ ـــــ

۸

۱۹۷ ---- ۲۱۶


انه هو التواب الرحیم




نا ما هي قال انه يقول انها بقرة لا فارض ولا بكر
ما تؤمرون ۝ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها
فاقع لونها تسر الناظرين ۝ قالوا ادع لنا ربك
علينا وانا ان شاء الله لمهتدون ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

الحمد للمتوحد بجلالہ المتفرد
وصلوٰتہ دوماً علی خیر الانام محمد

(۱)

جب آسمان سجایا جا رہا تھا ـــــ جب زمین بچھائی جا رہی تھی ـــــ جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے ـــــ یہاں کون آنے والا ہے؟ ـــــ کیا لانے والا ہے؟ ـــــ صدیوں تک یہ راز راز ہی رہا ـــــ آنے والے آتے رہے، جانے والے جاتے رہے ـــــ خوشخبریاں سناتے رہے ـــــ بشارتیں دیتے رہے ـــــ اچانک جبل نور کی فضائیں گونج اٹھیں ـــــ ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا ـــــ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیط بیکراں سے ایک گوہر آبدار لایا جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑھ گئی ـــــ

وہ محیطِ بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ [۱]

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ـــــــ

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ [۲]

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے ـــــــ

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں یا سیاہی بن جائیں ـــــــ قلمیں

---

[۱] القرآن الکریم: سورۃ الکہف، ۱۰۹

[۲] القرآن الکریم: سورۃ لقمٰن، ۲۷

گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ـــــــ اللہ اکبر ـــــــ!

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور اُن کو نوازتا ہے ـــــــ نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا :ـــــــ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝[1]

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ـــــ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ـــــــ

علم الٰہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوح محفوظ جس کو "ام الکتاب" کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور ـ ارشاد ہو رہا ہے :ـــــــ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الشوریٰ، ۵۱

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ [1]

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی —— ابتداء سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے، گزرے گا وہ سب کچھ اس روشن کتاب میں ہے —— اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے اس "ام الکتاب" میں —— اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آرہا تھا —— ارشاد ہوتا ہے: ——

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ [2]

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں۔

اسی خزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی شان تو ملاحظہ کریں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا

---

[1] القرآن الکریم: سورۃ القمر ۵۳

[2] القرآن الحکیم: سورۃ البروج، ۲۱-۲۲

أَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ ؎۱

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمھارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا۔"

——— فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" ——— سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کیا" ——— فرمایا "تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں" ———

یہ اتنا اہم عہد و پیماں تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: ———

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ؎۲

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

؎۱ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

؎۲ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

مانا ـــــــ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ـــــــ

عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی ـــــــ دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝[۱]

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب، حکمت والا ـــــــ

اس آنے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں ـــــــ جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے: ـــــــ

---

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۲۹

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط [1]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام "احمد" ہوگا۔

اسی لیے فرمایا:۔

اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ز [2]

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

اور زرتشت (جس کو مجوسی نبی مانتے ہیں) نے ژنداوستا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی:۔

آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ "اشنزریکا" کہیں گے [3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الصف، ۱۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷

[3] ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ص ۸، حاشیہ

"اشتریکا" کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا! —

نندا! میں پہلا بودھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا اور نہ میں آخری بودھ ہوں ——— اپنے وقت پر ایک بودھ آئے گا جو "میتریا" کے نام سے موسوم ہوگا۔[1]

"میتریا" کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے ——— قرآن حکیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین، کے لقب سے یاد کیا گیا ہے یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہے تو جاننے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہنچانتے ہیں اسی لیے فرمایا: ———

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط[2]

---

[1] مناظر احسن گیلانی: النبی الخاتم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰۔۵۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۴۶، سورۃ الانعام، ۲۰

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ـــــ

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا جا رہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا ـــــ

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو حاصل ہے ـــــ زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ ڈال سکا ـــــ

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مورخین اور سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں ، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا ـــــ ہاں ، ایسا جانا پہچانا ، سارے عالم کے لیے بھیجا گیا اور اعلان کرا دیا گیا : ـــــ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے ـــــ

؎ دو عالم روز و شب در گفتگو یش
ہمہ قرآن در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا ـــــ اتنا عظیم تھا کہ خود خالق

لے القرآن الحکیم : سورۃ الاعراف ، ۱۵۸

کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار جتا رہا ہے اور فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ [2]

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران، ۳/۱۶۴

[2] القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۱۰/۵۷-۵۸

سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت
ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی
رحمت، اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن
دولت سے بہتر ہے ـــــــ

اور فرمایا: ـــــــ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ
لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس
نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام
بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے
رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں ـــــــ کہیں اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر [2] ہے تو کہیں اس کے مولدِ [3] مقدسہ کا ـــــــ کہیں اس کے

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

[3] القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

ن وجمال کا ذکر[1] ہے تو کہیں اس کے مزاج وہاج کا[2] ــــــ کہیں اس کے رنج والم کا ذکر[3] ہے تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کا[4] ــــــ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر[5] ہے تو کہیں اس کی تعلیمات وہبیہ کا[6] ــــــ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا ذکر[7] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا[8] ــــــ کہیں اس کے منازل و مقامات کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور اقربیت کا[10] ــــــ کہیں اس کے علم و فضل کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کی حکمت و دانائی کا[12] ــــــ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الضحیٰ، ۱۱

[2] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران، ۱۵۹

[3] القرآن الحکیم : سورۃ الانعام، ۳۳

[4] القرآن الحکیم : سورۃ البقرہ، ۱۴۴

[5] القرآن الحکیم : سورۃ القلم، ۴

[6] القرآن الحکیم : سورۃ الاعلیٰ، ۶، سورۃ العلق، ۱-۵، سورۃ النجم، ۵

[7] القرآن الحکیم : سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸

[8] القرآن الحکیم : سورۃ یونس، ۵۸

[9] القرآن الحکیم : سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۴۰

[10] القرآن الحکیم : سورۃ النساء، ۴۶، سورۃ البقرہ، ۱۴۴، سورۃ الاحزاب ۶، سورۃ النحل، ۸۹

[11] القرآن الحکیم : سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷

[12] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران، ۱۴۶، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱۵

—— ۔ کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے[1] تو کہیں سیر کائنات[2] اور کہیں معراجِ سماوات کا[3] —— کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا[4] —— کہیں غزوات کا ذکر ہے[5] تو کہیں فتوحات کا[6] —— کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر ہے[7] تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا[8] —— کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر ہے[9] تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا[10] —— کہیں اس کی شفقت و مرحمت کا ذکر ہے[11] تو کہیں اس کے انصاف و عدالت[12] —— کہیں اس کی عبادت و ریاضت کا ذکر ہے[13] ۔

[1] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۱۵
[2] القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۱
[3] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۷-۱۸، سورۃ التوبہ، ۴۰

[4] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۱۰-۱۸
[5] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۲۱، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۴۰
[6] القرآن الحکیم: سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح ۱
[7] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۸۹
[8] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۴
[9] القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۱۰۷، سورۃ الانفال، ۳۳
[10] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲
[11] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶
[12] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۵
[13] القرآن الحکیم: سورۃ المزمل، ۲-۴، ۲۰

توکہیں اس کے اخلاص عمل کا[1] ـــــــــ کہیں اس کی معصومیت کا ذکر ہے[2] تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا[3] ـــــــــ کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر ہے[4] تو کہیں اس کی باتوں کا[5] ـــــــــ کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے[6]۔ تو کہیں اس سے فداکارانہ الفت و محبت کا ـــــــــ اور اس شان کی محبت کا کہ دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں: ـــــــــ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ
اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ
اَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ
فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○[7]

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ السبا، ۴۷
[2] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۲
[3] القرآن الحکیم: النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱
[4] القرآن الحکیم: سورۃ النور، ۶۲
[5] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۳
[6] القرآن الحکیم: الاعراف، ۱۵۸، آل عمران، ۲۱-۳۲، الحشر، ۷
[7] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۲۴

کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور
تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول
اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ
دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ
نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! ——— کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے[1] تو کہیں انشراح صدر کا[2] ——— کہیں عطائے خاص کا ذکر ہے[3] تو کہیں اس کے فضل و کمال کا[4] ——— کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے[5] تو کہیں رفیقان دمساز کا[6] ——— کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے[7] تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا[8] ——— الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ؎ ہمہ قرآں در شان محمد!

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ انشراح، ۴

[3] القرآن الحکیم: سورۃ الکوثر، ۱

[4] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ الضحیٰ، ۳، سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ بنی اسرائیل، ۸۷

[5] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۱۱، ۳۲

[6] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴۰، سورۃ الفتح، ۲۹

[7] القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴

[8] القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱-۲

ب

ظلمتیں چھا رہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی ——
انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں —— آنیوالے آتے رہے اور آمد آمد
کی خبر دیتے رہے —— صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں —— پھر وہ جو زمین و
آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب —— پھر کیا تھا
ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا —— وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوا لے
کر آیا —— خوش خبریاں لے کر آیا —— اپنے دامن رحمت میں بہاریں
لے کر آیا —— پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا لہلہایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی

——

اس کریم کی عادت ہے کہ جب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے
—— اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا —— زبور نازل ہوئی
—— توریت نازل ہوئی —— انجیل نازل ہوئی ——
اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے —— وہ انسان جس نے آخری
پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے —— آج پیغام لانے والا

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے ـــــ ہاں غارِ حرا میں وہ پیکرِ نورانی تشریف فرما ہے، اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے :۔

"پڑھیئے"، ـــــ جواب ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ

اُسنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے "پڑھیئے" ـــــ وہی جواب ملتا ہے، "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے: "پڑھیئے" ـــــ جواب وہی ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ

پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکرِ نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے :ـــــ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ

لہ جبل حرا ـــــ جس کو انجیل میں جبل فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جبل نور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منٰے اور عرفات کو جانے وقت بائیں ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے ـــــ غارِ حرا تقریباً چار گز لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے ـــــ عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل کا ہے۔ قدرتاً قبلہ رُخ ہے ـــــ یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا ـــــ تاریخ علم و حکمت میں اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔ ـــــ

(مسعود)

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ [۱]

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو،
آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب
ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا،
آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہوتے[۲] اور جو آپ کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُھراتے جاتے ۔۔۔۔۔

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ نے اعلانِ رسالت و نبوت فرمایا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں[۳]۔ بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے ۔۔۔۔ یعنی چالیس سال پورے ہونے پر ۔۔۔۔۔ المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراف میں بعثت کے دن کو ۲۳ آبان ماہ ۱۳۵۷ سلطنت بخت نصر اور ۲۲ ماہ شباط ۹۲۱ سکندری کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

---

[۱] القرآن الحکیم، سورۃ العلق، ۱-۵۔

[۲] (ا) ابو عبداللہ مالک بن انس: الموطا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،

(ب) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۴

[۳] المسعودی: مروج الذھب، ج ۲، ص ۲۹۴

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغاز وحی یعنی ابتدائے نزول قرآن ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے[1] لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی کو پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی قرار پاتی ہے۔ روز دوشنبہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز دوشنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا "پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی"۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سئل عن صوم یوم الاثنین! فقال فیہ ولدت

وفیہ انزل علیّ[2]

نزول قرآن کے بارے میں ماہِ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاوّل کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزول اوّل رمضان المبارک میں ہوا[3] اور پھر وہاں سے نزول وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاوّل میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

---

[1] تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷ و ۳۶

[2] محمد بن علوی المالکی الحسنی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ، ص ۹ بحوالہ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷

[3] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۰

ترتیب کر کے نازل ہوا ——— بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں ——— بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی جلالت و عظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل ہوئیں [۱] ———

نبوت و رسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ ۱۳ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم تیئس ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ عیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰ء میں ہوئی ——— ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت و رسالت عطا ہوا ——— ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بقول مقالہ نگار انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا ——— ۸ جون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل قرآن نازل ہوا ———

---

[۱] (الف) احمد بن حنبل شیبانی: المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۳ھ

(ب) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہونے کے فوراً بعد آپ لکھوا دیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں:۔۔۔۔

- ❋ ـــــ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ الکریم
- ❋ ـــــ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ حضرت طلحہ بن عبید اللہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ❋ ـــــ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ـــــ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــ عبداللہ بن ارقم قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہو چکتی تو خود یاد فرما لیتے پھر کاتبین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشاندہی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں ــــــ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا ــــــ

---

[1] (ا) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
(ب) ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۸۹ھ ج ۱، ۴۷
(ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
(د) محدث ابن سید الناس، عیون الاثر، ج ۲، ص ۳۱۶-۳۱۵
(ہ) محدث ابن سید الناس: السیرۃ الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
(و) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۴
(ز) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ، مطبوعہ لکھنؤ ج ۲، ص ۲۰-۶۰ ۵

کاتبینِ وحی فوری طور پر جن اشیاء پر وحیِ الٰہی کی کتابت کرتے تھے اس کی تفصیل یہ ہے:-

۱- الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے

۲- الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی

۳- العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ

۴- اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے

۵- قطع الادیم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے

۶- الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں

۷- الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزولِ وحی کے فوراً بعد آیاتِ قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی فائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

*

---

[1] (ا) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸

(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد: کتاب المصاحف، ص ۷، ۸

(ج) ابن ندیم: کتاب الفہرست، ص ۳۶، ۳۷

(ج)

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی قصائد جن کو سبعۃ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم شہ کار تھے، سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آرہے تھے۔ لیکن قرآنی آفتاب کے آگے ان کی چمک ماند پڑ گئی اور وہ بجھ کر رہ گئے ——— وہ قرآن جو کسی انسان کی، کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالقِ الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا ——— قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کرا رہا ہے:۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ط [۱]

ترجمہ:۔

اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اور فرمایا:۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○ [۲]

ترجمہ:۔

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

---

۱ القرآن الکریم؛ سورۃ الانبیاء، ۵۰؛ سورۃ الاعراف، ۲؛ سورۃ النساء، ۱۰۵ ، ۱۱۳

۲ القرآن الکریم؛ سورۃ النمل، ۶

اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ[1]

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلا کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ[2]

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اللہ نے اتارا، اپنے بندے پر اتارا ——— لیکن کون گواہ ہے کہ اللہ نے اتارا؟ اللہ اکبر ——— خود ارشاد فرمارہا ہے، شکوک رفع فرمارہا ہے ——— دلوں کے زنگ دھو رہا ہے ——— ارشاد ہوتا ہے:-

لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ[3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الکہف، ۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الفرقان، ۱

[3] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۱۶۶

ترجمہ:۔

لیکن (اے محبوب) اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اللہ آپ ہی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے قرآن آپ پر اتارا ——— اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہو گی!

قرآن حکیم دو طریقوں سے نازل ہوا ——— وحی الٰہی کے ذریعے اور حضرت جبریل امین کے ذریعے ——— اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے ———

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ج [۱]

ترجمہ:۔

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ———

اور ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط [۲]

ترجمہ:۔

اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔

---

[۱] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء، ۱۶۳ ، سورۃ الشوریٰ، ۷

[۲] القرآن الحکیم ، سورۃ الشوریٰ، ۵۲

براہ راست وحی کے علاوہ بالواسطہ وحی کا سلسلہ بھی جاری رہا اور حضرت جبریل امین پیغام الٰہی لاتے رہے قرآن حکیم کہہ رہا ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ [1]

ترجمہ :-

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا ——— اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو ۔

اور فرماتا ہے :-

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ [2]

ترجمہ :-

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ ۔

اور فرماتا ہے :-

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۹۷

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الشعراء ۱۹۲ - ۱۹۴ ، سورۃ النحل ، ۱۰۲

ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِيْنٍ ؕ [1]

ترجمہ:-

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قدرت والا ہے ، مالک عرش کے حضور عزت والا ، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے ، امانت دار ہے ۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے :-

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ [2]

ترجمہ:-

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنھیں تم دیکھتے ہو اور جنھیں تم نہیں دیکھتے ۔ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا ، کس طرح اتارا ، کس پر اتارا ——— اب یہ معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا ——— ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا ——— ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنیئے ——— ارشاد ہوتا ہے :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ التکویر ، ۱۹ — ۲۱

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الحاقہ ، ۳۸ — ۴۰

وَالْفُرْقَانِ ج [1]

ترجمہ:-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا ــــــــ کس وقت نازل ہوا؟

ــــــــ ارشاد ہوتا ہے:

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ [2]

ترجمہ:-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۭ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ڏ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۭ [3]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۱۸۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الدخان ، ۲-۳

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القدر ، ۱-۳

شبِ قدر؛ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر

ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ ـــــــــ اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۚ ؀[1]

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ـــــــــ

اور فرماتا ہے :-

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ؀[2]

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا ـــــــــ

ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ الدھر ؛ ۲۳

[2] القرآن الحکیم ؛ سورۃ بنی اسرائیل ؛ ۱۰۶

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○ [1]

ترجمہ:-

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا؟ ———

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ———

قرآن پورا اترا یا کچھ رہ گیا ——— اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے:-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ [2]

ترجمہ:-

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر ———

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سنتا جانتا ———

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۳۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۱۱۵

۲۰

(ا)

ہر عمل کا ردّ عمل ہوتا ہے ——— ایک عظیم انسان آیا ——— ایک عظیم کتاب لایا ——— ایک عظیم انقلاب آیا ——— اہل عرب ہکا بکا رہ گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

——— قرآن حکیم نے ان کے اچنبے کو یوں بیان فرمایا :-

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ [۱]

ترجمہ :-

کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۂ یونس، ۲

لوگوں کو ڈر سنائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے
رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر
ہے ¹ ۔۔۔۔۔۔۔

قرآن کتاب ہے کہ یہ تو کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی عجمی ہوتی تو یقیناً ان کا حیرت و استعجاب صحیح تھا ۔۔۔۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ
اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ ²

ترجمہ :-

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ؟

بیشک یہ حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنہار کا ہے ؟ ۔۔۔۔۔۔۔ کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی متکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین و آسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ متکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ پھر جب اس متکلم کی زبان پر ایسا کلام آ جائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں سکتا تو عقل یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے ۔۔۔۔۔۔۔ قرآن حکیم نے ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جھول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر بلیغ ہونا ممکن نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ معنوی طور پر انسانی قانون و اصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

---

² القرآن الحکیم ؛ سورۃ حم السجدہ، ۴۴

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں ز صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ——— ارشاد ہوتا ہے :

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝[1]

ترجمہ :-

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا ——— وہ اٹل ہے ——— سائنس و حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے ——— ان کی بنیاد عالمگیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا :———

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ[2]

ترجمہ :-

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ———

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے !

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النساء، ۸۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ، ۲۔

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ——— ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ○ [1]

ترجمہ:-

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا ——— وہ اٹل ہے ——— سائنس و حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے ——— ان کی بنیاد عالمگیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا:———

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ [2]

ترجمہ:-

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ———

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۸۲

[2] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۲۔

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ط[1]

ترجمہ:۔

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا برحق ہے ——— یہ سراپا حق ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ[2]

ترجمہ:۔

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم یہ حق ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے: ———

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝[3]

ترجمہ:۔

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ یونس ، ۲

[2] القرآن الحکیم ؛ سورۃ الزمر ، ۲ ؛
القرآن الحکیم ؛ سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛
القرآن الحکیم ؛ سورۃ الذٰریٰت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

[3] القرآن الحکیم ؛ سورۃ یونس ، ۳۷

وَ لَا مِنْ خَلْفِہٖ ؕ [1]

ترجمہ:۔

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا ور پیسچ ، ہے ——— یہ سراپا ور حق ، ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [2]

ترجمہ:۔

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! وہ حق ، ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے: ———

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۟ [3]

ترجمہ:۔

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ الذٰریٰت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :________

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ :-

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنا لیا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک سورت لے آو اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بُلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمھیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلا لاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو؟______ قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم و حکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار بھی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم و ادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے ______ بہر حال انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لائیے یا اسی کو بدل دیجیے ______ اس سوال کا جواب یوں دیا گیا ہے

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۂ یونس ، ۳۸

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ
نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ [1]

ترجمہ:۔

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں
تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔

جس صاحب طرز ادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں ردّ و بدل پر قادر ہوتا ہے اور وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں ۔۔۔۔۔۔ پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات میں نہیں اس میں ردّ و بدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ ۔۔۔۔۔۔ وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے: ۔۔۔۔۔۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ [2]

ترجمہ:۔

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے
جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر
وکالت کرتا ۔۔۔۔۔۔

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل یہ دی کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو ۔۔۔۔۔۔ یہ پچھلی آسمانی

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۂ یونس ، ۱۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۂ بنی اسرائیل ، ۸۶

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت و صداقت کتب سابقہ تواتر سے ثابت کر رہی ہیں ـــــــ

ارشاد ہوتا ہے:ـــــــ

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ[۱]

ترجمہ:۔ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے

ارشاد ہوتا ہے:ـــــــ

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰىۙ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى۠[۲]

ترجمہ:۔

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پچھلی کتابیں اس کی تصدیق کرتی ہیں اور یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ـــــــ

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ[۳]

ترجمہ:۔

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو

---

[۱] القرآن الکریم ! سورۃ الشعراء ، ۱۹۶

[۲] القرآن الکریم ! سورۃ الاعلیٰ ، ۱۰ ـ ۱۲

[۳] القرآن الکریم ! سورۃ الانعام ، ۹۲ ؛ سورۃ المائدۃ ، ۴۸

آگے لکھیں۔

ایک جگہ فرمایا :—

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ
الْکِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ [۱]

ترجمہ :-

اور (اے محبوب) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ،
اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ —

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظ بھی ہے اور گواہ بھی — آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ توریت اور نہ انجیل — قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو عقل پرست محققین کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام زندہ ہیں —

(ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی آسمانی کتابوں میں ذکر آچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے — پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت ہی اہم ہے اور فیصلہ کن ہے —

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ ، ۴۸

اور فرمایا: ——————

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ [۱]

ترجمہ:-

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے ——————

اور فرمایا: ——————

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ [۲]

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۳ - ۲۴

[۲] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۸۸

ترجمہ:-

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو —————

اتنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا ————— یہ کوئی معمولی چیلنج نہیں ————— کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں ————— لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کو یہ شک ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ ————— اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ اُن اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے مایہ ناز قصائد بیت اللہ میں آویزاں تھے اور اس دعوے کے ساتھ آویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی جو اپنی زبان دانی کے سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے ————— لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب زبان والے، بے زبان ہو گئے ————— قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن وانس الگ الگ کوشش کر دیکھیں، یا سب مل کر کوشش کریں ————— ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں لاسکتے ————— اس لیے فرمایا:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا [1]

ترجمہ:-

پھر اگر تم نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے —————

[1] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۴

قرآن حکیم کا یہ چیلنج چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے ـــــــ

قرآن حکیم کی حلاوت کا یہ عالم کفارِ مکہ اور امراءِ قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر انکار کرتے تھے ـــــــ مشرف باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے : ـــــــ

والله انه لحلاوة وان عليه لطلاوة، و
ان اسفله لمغدق، وان اعلاه لمثمر
وما يقول هذا بشر۔[۱]

ترجمہ :-

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے، اس میں حسن و خوبی ہے، یہ سرتاپا
سرسبز و شاداب درخت ہے جو نیچے سے ہرا اور اوپر سے بھرا
ہوا ہے۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے ـــــــ

دورِ جدید کے ایک انگریز نومسلم، ایم۔ ایم۔ پکتھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا، لیکن پیش لفظ میں برملا اعتراف کیا : ـــــــ

یہ ترجمہ قرآن، وہ عظیم الشان قرآن نہیں، جس کی نقل کوئی نہیں پا سکتا ہے
جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے ـــــــ
اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں ـــــــ[۲]

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لانے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

---

[۱] ابو عمر یوسف بن عبد اللہ الشہیر بابن عبد البر قرطبی : الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۱۵۹

[۲] ایم ایم۔ پکتھال : دی گلوریس قرآن (مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۸ء) پیش لفظ ـــــــ)

سے آگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لغت یا ایسی زبان میں اتارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو ——— قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی ——— پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اجنبی زبان میں نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ———

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان میں ملا ہے ———

ارشاد ہوا:———

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واشگاف فرمایا کہ قرآن عربی اور خالص

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ ابراھیم ، ۴

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ یوسف ، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے ؎۱

علامہ ابو بکر واسطی نے الارشاد فی القراءات العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے برہا برس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہو تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے۔ ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ پھر استعمال ہوتے ہوتے یہ اس کا جزو بن جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی ——— اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی نہ کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے: ———

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى

؎۱ القرآن الحکیم! سورۃ الرعد، ۳۷؛ سورۃ طٰہٰ، ۱۱۳؛ سورۃ الزمر، ۲۷؛ سورۃ حٰم السجدہ؛ ۳۰ سورۃ الشوریٰ، ۷؛ سورۃ الزخرف، ۳-۴

ذِكْرُ اللّٰهِ[1]

ترجمہ:- اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں ——————

اللہ تعالیٰ نے "احسن تقویم"[2] "احسن الحدیث"[3] نازل فرمائی تاکہ دنیا کو "احسن عمل"[4] کا جلوہ دکھا کر "احسن مقیلا"[5] کے مقام پر فائز کیا جائے —————— تاثیر قرآن کا یہ عالم ہے ارشاد ہو رہا ہے:——————

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○[6]

ترجمہ:-

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے —————— کہتے ہیں

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[2] القرآن الحکیم : سورۃ التین، ۴

[3] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[4] القرآن الحکیم : سورۃ الملک، ۲

[5] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان، ۲۴

[6] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۸۳

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ــــــــــ تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ــــــــــ

اور فرمایا :ــــــــــ

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ لا [1]

ترجمہ :ــ

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ــــــــــ

اور ارشاد فرمایا :ــــــــــ

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ [2]

ترجمہ :

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ــــــــــ

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہریار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ بنی اسرائیل ۱۰۷

[2] القرآن الحکیم : ﷲ بنی اسرائیل ، ۱۰۸ ــ ۱۰۹

نوٹ :۔ مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اختتام پر سجدۂ تلاوت ضرور کریں۔

کشمیر کے راجہ مہروک نے سندھ کے ایک عالم کو دربار میں بلایا، اس سے زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا ——— جب اس عالم نے یہ ترجمہ پڑھ کر سنایا ——— "اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا اِسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی مٹی سے تم کو اٹھائیں گے" ——— ترجمہ سنا تھا کہ وہ راجہ زار و قطار رونے لگا، زمین پر سر رکھ دیا، منہ خاک آلود ہو گیا ——— پھر وہ دل سے مسلمان ہو گیا[۱] ———

۱۹۴۷ء میں راقم نے خود دیکھا دلی میں مشرکین و کفار کے ایک عظیم اجتماع میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی گئی تو سب کے سب دم بخود ہو گئے کہاں وہ ایک ڈیڑھ لاکھ کا مجمع اور وہ شور و غل اور بھنبھناہٹ کہ الاماں والحفیظ! اور کہاں تلاوت قرآن کی یہ تاثیر اور تصویر کا یہ عالم کہ بس دیکھا کیجئے!

یہ تو انسانوں پر قرآن حکیم نے اپنا اثر دکھایا کہ ان کی پیشانیوں کو جھکایا اور زار و قطار رلایا ——— قرآن تو کہتا ہے کہ انسان تو انسان اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اس کی ہیبت و جلالت سے وہ کانپ اٹھتے ! ———

---

[۱] (ا) بزرگ بن شہریار، عجائب الہند مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۶ء

بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء

ص ۱۹۲ - ۱۹۴

(ب) سید سلیمان ندوی! عرب و ہند کے تعلقات. مطبوعہ الہ آباد.

۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

ارشاد ہوتا ہے :ـــــــــ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ط[1]

ترجمہ :ـ

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا، پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ۔

قرآن کیا نازل ہوا، دل کے دریچے کھلنے لگے ـــــــــ عالم بالا کے جھروکوں سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے ـــــــــ ایک ایک کرکے صفحہ قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختہ گل بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنت نظارہ بنانے لگے ـــــــــ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد! کی صدائیں بلند ہونے لگیں ـــــــــ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے ۔ ـــــــــ اعجاز قرآن پر سب کے سب انگشت بدنداں ـــــــــ ایک جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے ـــــــــ کھولیے تو بحر بیکراں ہے، بند کرئیے تو گوہر آب دار ـــــــــ

---

[1] القرآن الکیم ا سورۃ الحشر ، ۲۱

اے دیدہ ورو ! اگر جمالِ معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو۔
دیکھو دیکھو عروسِ آیاتِ بیّنات گھونگٹ کھولے کھڑی ہیں اور دعوتِ نظارہ
دے رہی ہیں ——— ایک نظر دیکھ تو لو!

۳

(ا)

قرآنِ حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے :—

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ [1]

ترجمہ :—

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی۔ مگر وہ بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بسینہ چلا آتا تھا۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا، اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اس معاشرے میں بھیجا گیا —— شہ کار اسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الجمعہ

جاہلوں کے سامنے کوئی علمی شہ کارپیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں، پڑھنے کی بات کی اور لوح و قلم کا سہارا دے کر ثریا تک پہنچا دیا ــــــــ قرآن حکیم کی نظر میں عظمت لوح و قلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی القلم ہے پھر اسی میں قلم کی قسم کھائی:ــــــــ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ[1]

ترجمہ:۔

قلم اور ان کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی:ــــــــ

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ[2]

ترجمہ:۔

عزت والے قرآن کی قسم۔

عہد نبوی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا، چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا ہے:ــــــــ

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۙ[3]

ترجمہ:۔

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو؟

وہ کتاب سے ناآشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ قٓ، ۱

[3] القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۳۷

یعنی "کاغذ" پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا ان میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو ان میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں ——

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ [1]

ترجمہ :-

اور اگر تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتار دیتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے، بلکہ کاتب اور کتابت کا رواج بھی تھا جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ [2]

۱؎ القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۷ ، ۹۱

۲؎ القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۸۲

اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی رہن کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ــــــــــ

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط [1]

ترجمہ:-

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (یعنی کوئی چیز ان کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا ــــــــــ مشہور و معروف عربی قصائد المعلقات السبعۃ لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو برس تک لٹکتے رہے ــــــــــ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت عبد المطلب کی ایک تحریر جو چمڑے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں موجود تھی ــــــــــ صحیح بخاری میں باب کیف بدأ الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی لکھتے تھے [2]

وكان يكتب كتاب العبرانى فيكتب من

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ / ۲۸۲

[2] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری / ج ۱ / ص ۹۵

الانجیل بالعبرانیۃ [1]

ترجمہ :۔ اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی

عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے سفرِ ہجرت کے دوران حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دشمنِ جاں سراقہ بن جعشم کو امان نامہ لکھ کر دیا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے عبداللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں[2] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں میں لکھنا پڑھنا سیکھیں ـــــ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شفا بنت عبداللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔ ـــــ غزوہ بدر کے ۷۰ قیدیوں میں جن کے پاس فدیہ کے لیے خرچ نہ تھا فدیہ کے عوض مدینہ منورہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۱۴ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ـــــ

طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں تھیں[3]

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران، چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ ـــ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں ـــ روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے ـــ یونان میں بھی کھال پر

---

[1] ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

[2] ابن عبداللہ قرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۸ھ ج ۱، ص ۳۵۳

[3] ابوعبداللہ محمد ابن سعد زہری: طبقات، ج ۲، ص ۱۴

[4] ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۶

لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھتے لکھاتے کیوں نہیں؟ ۔۔۔ تو اُس نے جواب دیا "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مردہ بکری کی کھال پر لکھی جائے۔"

جنوبی ہندمیں تاڑی کے درخت کے ایک گز لمبے اور ۳ انگشت چوڑے پتوں کو باہم چسپاں کرکے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ شمالی ہندمیں بھوت کے درخت کی چھال کے ایک گز لمبے اور چند انگشت چوڑے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کردیتے جس کو "پوتی" کہا جاتا تھا ۔۔۔ ایک درخت کا ذی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زرسرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور ہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے ۔۔۔ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے[۱] جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا ۔۔۔ حجاز میں ہڈی، شانہ شتر، پتلے نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی ۔۔۔ مصر میں پاپیروس گورخر کی کھال یا قلمان پر کتابت کرتے تھے ۔۔۔ پاپیروس کو قدیم مآخذ میں قرطاس کہا گیا ہے ۔۔۔ جلال الدین سیوطی (م. ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیروس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا ۔۔۔ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیروس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عبدوس جھشیاری (م. ۳۳۱ھ/۹۴۲ء) نے الوزراء والکتاب میں لکھا ہے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیروس)

---

[۱] کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی، جعفری، جیہانی، ماموئی، منصوری، سمرقندی وغیرہ۔ مسعود

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ ؎۱

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متعدد چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عربی، اردستانی، پہلوی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں ۔۔۔ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق ۔۔۔ مہرق، سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

؎۱ ابوالفضل ذاکر: کاغذ سازی در تمدن اسلامی شمولہ کیہان فرہنگی، ایران شمارہ ۶، ص ۳۰ - ۳۲

بحوالہ ذیل :-

۱۔ ابوریحان البیرونی، تحقیق ماللہند

۲۔ مسعودی، مروج الذہب

۳۔ ابن ندیم، الفہرست

۴۔ بلاذری، فتوح البلدان

۵۔ ابن حوقل، صورت الارض

۶۔ جاحظ، المحاسن والاضداد

۷۔ طبری، تاریخ طبری

۸۔ ابن عبدوس جہشیاری، الوزراء والکتاب۔ مسعود

اور رق پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار و دیرپا ہوتی تھی ——— قاموس میں ہے "رق باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی جائے اور لسان العرب میں ہے "ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے[1] ——— "
مجد الدین فیروز آبادی نے رق کے معنی صاف کی ہوئی کھال بھی بتایا ہے[2]

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ[3]

ترجمہ:-

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریری صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے عبید بن عمیر کی جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس دیبا نامی ریشمی کپڑا لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا[4] ———

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۰، مطبوعہ لاہور، ص ۳۲۴

[2] مجد الدین فیروز آبادی: بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۹ھ، ج ۳، ص ۹۳

[3] القرآن الحکیم: سورۃ طور، ۲-۳

[4] جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۱، ص ۴۲، بالجزائری: التبیان، ص ۱۲، بحوالہ علی، ترجمہ مشارق الانوار، ص ۴۱

پھر کہا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں دیبا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا۔ بہرحال عہد نبوی میں لکھنے کے لیے رق اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے ———

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۰۵ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی لن نے ایجاد کیا، ۷۵۱ء میں یہ فن ایشیا میں سمرقند پہنچا اور ۷۹۲ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا[1] ——— مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں ——— حجاج بن یوسف کے ایماء پر عرب میں کاغذ بننے لگا تھا ——— لیکن عہد نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اک حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:

اطلب العلم لو کان بالصین[2]

ترجمہ:-

علم حاصل کرو اگرچہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

عہد قدیم میں دریائے نیل کے کنارے سے پیدا ہونے والے نرکل کے پودے کی چھال

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ ۱۹۷۴ء، ص ۹۶۶

[2] (ا) ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدری: المدخل (ب) امام غزالی: احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ ص ۱۸/

سے ایک قسم کا کاغذ بنایا جاتا تھا جس کا نام پودے کے نام پر PAPYRUS رکھا گیا ،، اس پر لکھا ہوا ریکارڈ آج بھی موجود ہے یہ لکھنے کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا تھا۔[1]

اہل عرب تجارت میں بڑے مشاق اور بحری سفر کے دل دادہ تھے اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ چین اور مصر کا کاغذ بھی ——— حرمین شریفین میں استعمال ہوتا ہوگا کیوں کہ در آمدات کا تعلق طلب و ضرورت سے وابستہ ہے اور نزول قرآن کے بعد لکھنے کی چیزوں کی اشد ضرورت تھی چنانچہ موطا امام مالک میں ہے :-

جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس

ترجمہ :-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کا غذوں پر جمع کیا

اور قرآنی آیات میں "قرطاس" کا لفظ استعمال ہوا ہے گو اس کا اطلاق رق اور مہرق پر کیا بھی کیا جا سکتا ہے۔

(ب)

اب ہم حجاز کے "رق"، چین کے "کاغذ" اور مصر کے "پیپرس" کے متعلق تاریخ کے پس منظر میں کچھ عرض کرتے ہیں :-

۱۔ بحیرۂ احمر پر رومیوں کے غلبے کے بعد جب یمنیوں کی تجارت کمزور پڑنے لگی تو اہل یمن نے بحری راستے کی بجائے اندرون عرب کے بری راستوں سے غیر ملکوں کا تجارتی سفر شروع کیا ——— یہ راستہ حضر موت سے شروع ہوتا تھا اور بحیرۂ احمر

---

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ، ج ۱۳ ، ص ۹۶۶

کے اور صحرائے نجد سے بچتا ہوا اکرمہ جاتا تھا جس کی وجہ سے مصر و شام اور یمن کے درمیان کربت بڑی منڈی بن گیا ـــــــ مکے کی خاص پیداوار میں "جانوروں کی کھالیں" سب سے زیادہ اہم تھیں "طائف کا چمڑا" عربی میں ضرب المثل ہے ـــــــ ڈاکٹر حمید اللہ نے مبسوط سرخسی (ج ۱۰، ص ۹۱ - ۹۲) اور شرح السیر الکبیر سرخسی (ج ۱، ص ۶۹) کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد مکے والوں سے حالتِ جنگ کے باوجود ابوسفیان کو مختلف سامانِ ضرورت بھیج کر معاوضے میں "جانوروں کی کھالیں" طلب کیں تھیں [1] ـــــــ اغلب گمان یہی ہے کہ یہ کھالیں دباغت کے بعد رق تیار کرنے کے لیے منگوائی ہوں گی چونکہ آپ کارِ نبوت میں مصروف تھے اور یہ کھالیں رق کی صورت میں کتابتِ قرآن کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

۲ - جزیرہ نمائے عرب تین براعظموں کے درمیان واقع ہے ایشیا، افریقہ اور یورپ ـــــــ مشرق کا تجارتی مال بڑی حد تک عرب کی راہ سے یورپ جاتا تھا عرب خود بھی تجارت کے لیے دور دراز نکل جاتے تھے کاروبار نے ان کو مصر و شام اور چین و ہند تک پہنچایا۔ قدیم زمانے سے چین اور پاک و ہند کا تجارتی مال یمن آتا اور خشکی کے راستے حجاز و شام سے گزر کر یورپ جاتا تھا ـــــــ مدینہ منورہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر جار کی بندرگاہ تھی یہاں کا مال مدینہ منورہ اور اطراف کی بستیوں میں کثرت سے فروخت ہوتا تھا ـــــــ مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کی تجارت بہت کامیاب تھی بہت سے مہاجر صحابہ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ـــــــ جار کے متعلق عرام بن الاصبغ لکھتے ہیں :ـــــــ

والجار علی شاطی البحر، ترفا الیہ

---

[1] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: رسولِ کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۳۲

السفن من الارض الحبشة و مصر و
من البحرین والصین۔[1]

ترجمہ:۔

جار بحیرۂ احمر کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے جہاز آکر لنگر انداز ہوتے ہیں۔

ابلّہ اور دبا کی بندرگاہوں کے لیے مورخین نے لکھا ہے:

وکانت احدی فرض الهند یجتمع
بها تجارة الهند والسند والصین
واهل المشرق والمغرب۔

ترجمہ:۔

دبا ہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ، چین بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں ابلّہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ قدیم زمانے سے ارض الهند فرج الهند والسندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکتوب میں لکھا:

فان اللہ ولہ الحمد فتح علینا
الابلہ وھی مرفئ سفن البحر من

---

[1] اطہر مبارک پوری، قاضی؛ عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲
(بحوالہ عرام بن الاصبغ سلمی، کتاب اسماء جبال تہامہ)

عمان و البحرین و الفارس و الھند والصین۔

ترجمہ:۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ابلہ پر فتح دی ——— یہ مقام عمان، بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ ہے۔[1] ———

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۱۰۵ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں ملتا ہوگا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے

۲۔ عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسرائے ایران اور شاہ یمن سے تجارتی راہداری کے پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر کرنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے:۔ ———

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ ۚ[2]

ترجمہ:۔

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا۔ ہاں، جاڑے اور

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۳

[2] القرآن الحکیم: سورۃ القریش، ص ۱ ـ ۲

کری کے سفروں سے انہیں مانوس کر دیا۔

چنانچہ اس ہمہ گیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے۔ جن میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:۔

دومۃ الجندل، صحار، دبا، شحر، رابیہ (حضرموت)

ذوالمجاز، نطاۃ (خیبر)، مشقر، منیٰ، حجر، عکاظ، عدن،

صنعا[1]

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا یقیناً یہاں چین کا کاغذ، اور مصر کا پیپرس ضرور رہتا ہوگا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک طرف خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولیٰ کے وقت اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا ـــــ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۴ ص ۲۰۶) کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ برسوں کا جانا پہچانا ہے[2] اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا، میں نے

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۱۲۔

[2] محمد حمید اللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۰۶

تہامہ کے ملک کی خوب سیر کی"۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہ سلسلہ تجارت مشقر اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے ــــــــــــــ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حباشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (یمن) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا ــــــــــــــ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب وجوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رق، مہرق، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہوئی ہوگی

ــــــــــــــ

بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا آنا تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا ــــــــــــــ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝[1]

ترجمہ:-

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے ــــــــــــــ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الطور، ۱ ـ ۳

(ج)

قرآن حکیم کو "قرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی جو بار بار پڑھا جائے، اور "کتاب" بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، یا جو لکھا ہوا ہو۔ مندرجہ ذیل آیات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے:

(۱) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [1]

(۲) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ [2]

(۳) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ [3]

(۴) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا [4]

(۵) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ [5]

(۶) كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ [6]

(۷) وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ [7]

(۸) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [8]

(۹) وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [9]

(۱۰) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ [10]

مؤطا امام مالک میں مندرجہ ذیل آیت سے قرآن مکتوب ہی مراد لیا گیا ہے:

[1-10] القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ صٓ، ۲۹؛ سورۃ البقرۃ، ۱؛ سورۃ الانعام، ۱۱۴؛ سورۃ الاعراف، ۵۲؛ سورۃ ھود، ۱؛ سورۃ الاحقاف، ۱۲؛ سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ النمل، ۱؛ سورۃ الدخان، ۲

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ [1]

ترجمہ:-

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ
عزت والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے
جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے!۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ [2]

ترجمہ:-

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سجل نوشتوں کو لپیٹتا ہے۔
بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سجل تھا
[3] ———

درایۃً یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تشبیہ اسی وقت
ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شئے موجود ہو جس سے تشبیہ دی جا رہی
ہے یا اس نے دیکھی ہو۔——— کاتبینِ وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے
جہاں مختلف اشیاء پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

---

[1] (ا) القرآن الحکیم، سورۂ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس، الموطا، ص ۱۹۰

[2] القرآن الحکیم، سورۃ الانبیاء، ۱۰۴

[3] ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی، تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۲۰۰

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا
———— ایسی تحریر دو طرق سے ، یا ، کاغذ ، ہی پر ہو سکتی ہے ———— Scroll
کی لمبائی عام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں ۔ اور
لپیٹتے جاتے ہیں ———— یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے ۔ اب رفتہ رفتہ اس کا
رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محضرنامے طول طویل کاغذ پر پیش
کیے جاتے ہیں ———— بہر کیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسان
کے لپیٹے جانے سے تشبیہ اسی وقت مکمل ہو سکتی ہے جب وہ نوشتے طویل وعریض کاغذ پر
تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو ———— اس آیت کریمہ سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر
رکھ دیا جاتا تھا ۔ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll ان کے نلکوں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث
سے ظاہر ہوتا ہے کہ ———— عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا ————
مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منتشر حالت میں تھا یا کتابی صورت میں ———— اس کا جواب
قرآن حکیم میں موجود ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے : ————

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌۙ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ۝ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ۝

ترجمہ :-

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ
چھوئیں مگر باوضو ————

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

سلہ القرآن الحکیم ، سورۃ الواقعہ ، ۷۷ - ۹ ۔

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگانے اور چھونے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر ——— اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یکجا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ [1]

ترجمہ:-

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے ———

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یکجا کر دیا گیا ہوگا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ تشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا۔ قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور جگہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ [2]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ———

قرآن حکیم کے مطالعہ سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ القیٰمۃ، ۱۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۹

تھے اسی لیے آپ نے قرآن مجید کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں :——

ان مما یلحق المؤمن من عمله و حسناته بعد موته علما نشره و مصحفا ورثه [1]

ترجمہ:-

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنات پر جس کا اجر ملتا ہے ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشر و اشاعت کی اور ایک وہ مصحف (قرآن مجید) جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا چاہیے —— چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے —— حدیث کے الفاظ یہ ہیں :——

عن عبد العزیز بن رفیع قال دخلت انا و شداد بن معقل علی ابن عباس فقال له شداد بن معقل —— اترك النبی من شیء ؟ —— قال ماترك الا ما بین الدفتین —— قال ودخلنا

---

[1] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (مطبوعہ دمشق) ج ۱۰، ص ۴۲۹

على محمد بن الحنفية وسألناه ــــ وقال
ماترك الا ما بين الدفتين ــــ[1]

ترجمہ:-

عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس کے پاس گئے تو شداد نے پوچھا ــــ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز ترکے میں چھوڑی ہے؟ ــــ انہوں نے جواب دیا ــــ نہیں بجز اس کے جو دو دفتیوں کے درمیان ہے۔ ــــ پھر ہم محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو دفتیوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تلخیص یہ ہے:

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا ــــ عرض گزار ہوا
ــــ اے ام المومنین! مجھے اپنا قرآن مجید دکھایئے
ــــ فرمایا ــــ بھلا کس لیے؟ ــــ
عرض کیا ــــ تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں
کیونکہ لوگ خلاف ترتیب پڑھتے ہیں ــــ فرمایا ــــ

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۴۳

اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو ـــــــــــ

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوادی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں :ـــــــــــ

فاخرجت المصحف فاملت علیہ ای السورۃ [1]

ترجمہ :ـ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو آپ نے یادگار چھوڑا ـــــــــــ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب امہات المومنین سے کیا گیا ہے :ـــــــــــ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط [2]

ترجمہ :ـ

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت ـــــــــــ

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۹۲ ـ ۹۹۳

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الاحزاب، ۳۴

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن مکتوب و مجلد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے :۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝[1]

ترجمہ :۔

وہ کہتے تھے کہ یہ تو پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے ہیں ۔

(د)

بہرکیف مندرجہ بالا حقائق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے مسلمان تقابل کر کے اپنے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے ۔

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا[2] ۔ چنانچہ جب حضرت انس بن مالک

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان ، ۵

[2] تہذیب التہذیب (ج ۷ ، ص ۲۴۳) ، استیعاب (ج ۲ ص ۵۸۵ ، ۵۸۶) ، اسد الغابہ (ج ۲ ، ص ۲۸۶) ، طبقات (ج ۲ ، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا ہے جن کے نام یہ ہیں : عقبہ ابن الجہینی ، سعد ابن عبید ، ابو درداء ، عثمان بن عفان ، تمیم داری ، عبادہ بن صامت ، ابو ایوب انصاری ، عبید اللہ بن مسعود ۔

سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انھوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۲) ابوزید رضی اللہ عنہ

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ [۱]

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا ——— اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، کہ "واسنادہ صحیح" ——— وہ فرماتے ہیں: ———

میں نے عہد نبوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہی رات میں پڑھ لیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی [۲]

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس مدت میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی ——— پھر انھوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی ——— مزید عرض کیا تو فرمایا: ———

اقراء فی سبع ولا تزید

---

[۱] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری؛ صحیح بخاری، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۷۴۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری؛ صحیح مسلم، ج ۲، مطبوعہ مصر، ص ۲۵۲

[۲] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی؛ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

علی ذلك[1]

ترجمہ:۔

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو۔

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تیس ۳۰ پاروں کی تقسیم کا راز بھی کھل جاتا ہے۔ پہلی ہدایت ۳۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق۔

حضرت ابو زید بن جبیدہ بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ میں لکھا ہے:۔

هو اول من جمع القرآن من الانصار[2]

ترجمہ:۔

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع کیا۔

اور حضرت زید بن ثابت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

قال کنا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع[3]

---

[1] (ا) ابو الفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ
(ب) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸

[2] ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۰ھ

[3] ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۱

ترجمہ:- ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر رقاع (ٹکڑوں) سے قرآت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

"جمع کرنے" اور "تالیف کرنے" میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعہ پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو ———— یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے ———— جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چنانچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

کان اٰخر عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القراٰن علی مصحفہ و ہو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد کتب زید لعمر بن الخطاب۔ [1]

ترجمہ:-

زید نے عرضۂ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا ————

[1] ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری: المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء

۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ (مارچ سنہ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔[1]

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (جون سنہ ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پردہ فرمانے کے مابین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا عرصہ گزرا ــــــــــ اغلب یہی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ سنہ ۶۳۲ء اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۶۳۲ء کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا ــــــــــ

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدون ہو چکی تھیں ــــــــ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدون اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے ــــــــ مثلاً ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔ ــــــــ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ ــــــــ آپ نے فرمایا:ــــــــ

الحال والمرتحل[2]

ترجمہ:۔

سفر سے آنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا:۔

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۳،

[2] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸، ۱۱۹

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الی

آخرہ ومن آخرہ الی اولہ۔ کلما

حل ارتحل۔ [1]

ترجمہ:۔

قرآن پڑھنے والا جو اول سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کرلیتا

ہے تو دوبارہ شروع کردیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا

ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کردیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدوّن ہوگیا تھا۔

مثلاً ـــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

ان قرآن کان مجموعا

مؤلفا علی عہد النبی صلی

اللہ علیہ وسلم۔ [2]

---

[1] ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی: مسند دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۳ھ، ۴۴۱

نوٹ:۔ جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔

(ا) مستدرک، ج ا، ص ۹۲ (ب) السنن الکبری، ج ا، ص ۱۱۴ (ج) کنزالعمال، ج ا، ص ۷۸۶ تا ۷۸۷

(د) الترغیب والترہیب، ج ا، ص ۳۸

[2] دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۴۰۳

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا ترتیب دیا ہوا موجود تھا

امام نووی فرماتے ہیں:

ان القرآن کان مؤلفا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ھو فی المصاحف الیوم۔[1]

ترجمہ:۔

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز کی ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے۔

علامہ طبرسی، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں:

ان القرآن کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجموعا مؤلفا علی ما ھو علیہ الآن۔[2]

ترجمہ:۔

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموعا ومرتب تھا جس طرح آج ہے۔

---

[1] ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر، بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۲۴۰

[2] طبرسی، تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۲۴۰

قرآن پاک کی جمع و تدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نقل کی اوس ابن ابی اوس حذیفۃ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ممبر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ——— کہ آج کی "حزب" رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر آجاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے اُن حصوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں: ———

(۱) حزب اوّل ——— سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک

(۲) حزب ثانی ——— سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک

(۳) حزب ثالث ——— سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک

(۴) حزب رابع ——— سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک

(۵) حزب خامس ——— سورۂ شعراء سے سورۂ یٰسٓ تک،

(۶) حزب سادس ——— سورۂ صٰفّٰت سے سورۂ حجرات تک

(۷) حزب سابع ——— سورۂ قٓ سے سورۂ ناس تک

؎ احمد بن حنبل: المسند، ج ۴، ص ۳۴۳

یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عہد نبوی میں قرآن پاک مدوّن ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا ——— جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کر دی تھی[1] ———

قرین قیاس یہی ہے کہ اصل کاپی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے ——— اس قیاس کی توثیق قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ) ———

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے[2] یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی فوراً ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوا دیتے[3] پھر یہی نہیں کاتبوں کو لکھوا دیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے[4] پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے[5]

۱۔ جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۸

۲۔ (ا) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۴

(ب) محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۴۱

۳۔ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد (بحوالہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹)

۴۔ مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

۵۔ صدیق حسن خان، نواب: فتح المغیث (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلد نہ تھا، چوبی فائلوں میں جمع تھا۔

چنانچہ فتح الباری میں ہے:۔

كانوا يكتبون المصحف فى الرق و
يجعلون له دفتين من خشب ۔[۱]

ترجمہ:۔

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوبی دفتیوں میں رکھ لیتے تھے۔

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد یہ لکھ لی جائے تو لکھ لی جاتی[۲] ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ بقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی تو!

فقال جبريل للنبى صلى الله عليه و
آله وسلم ضعها على راس مأتين ثمانين
من سورة البقره ۔[۳]

ترجمہ:۔

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کو سورۂ بقرہ کی

---

[۱] ابن حجر عسقلانی ! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹

[۲] (ا) جلال الدین السیوطی ! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۴۴-۱۴۵

(ب) ابن حزم ! کتاب الفصل، ج ۴، ص ۲۲۱

[۳] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۲۶

آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد لکھ لیجئے ـــــــ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بہر کیف قرآن مجید جلد میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوہرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں [1] ـــــــ اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہوگا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے ــــــــ :

بین اظہرنا المصاحف وقد تعلمنا فیہا وعلمناھا نساءنا وذرارینا و خدمنا۔ [2]

ترجمہ :-

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے!

---

[1] (ا) جلال الدین سیوطی : الاتقان ، ج ۲ ، ص ۱۰۸ ۔

(ب) الزرکشی : البرہان فی علوم القرآن ، ص ۴۶۲

[2] (ا) احمد بن حنبل : المسند ، مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ

(ب) عمدۃ القاری ۔ ج ۲ ، ص ۲۷

ان الذين جمعوا القرآن على عهد النبي صلى الله عليه و آله وسلم لا يحصهم عدد و يضبطهم احد ـــــ [1]

ترجمہ:۔

عہد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی اتنی کثرت ہے نہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے ناموں کو ضبط تحریر میں لا سکتا ہے ــــــ

(ھ)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ــــــ

چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس مپرسی کی حالت میں ہیں
جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے
کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ــــــ

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے ۔ جیسا کہ شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مصاحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں آویزاں کیے جانے لگے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا ــــــ

---

[1] بدر الدین محمود بن عیسی ؛ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر

لا تغرنکم ھٰذا المصاحف

المعلقۃ ــــــ ۱؎

ترجمہ :-

ان آویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا ــــــ

پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہو گئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مطلّٰے و مذہب کیا جانے لگا ــــــ

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر اس میں نئی نئی اختراعات وایجادات ہونے لگتی ہیں ــــــ

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مطلّٰے و مذہب کیا ۲؎ ، جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا :

ــــــ

۱؎ علی متقی علاؤ الدین ہندی ! کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ ، ج ۱ ، ص ۲۴۲

۲؎ قرن اوّل ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور تذہیب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرن اول اور قرن دوم میں یہ زرکار ممتاز نظر آتے ہیں :- الیقطینی ، ابراہیم الصغیر ، ابو موسیٰ ابن عمار ابن المستقلی ، ابو عبداللہ الخزیمی ، وغیرہ (الفہرست ، ۹ ، دائرۃ المعارف ، ج ۱۶ ، ص ۳۵۸)

اذا حلیتم مصاحفکم فعلیکم
الدمار ۔[1]

ترجمہ :۔

تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مطلّی ومحلّی کیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے ۔

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر بھی کام ہوا۔ چنانچہ ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۱۱ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا ۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں[2] ــــــــ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں ۔[3]

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور دور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ ، ج ۱۶ ، مطبوعہ لاہور ، ص ۴۲ - ۱۴۱

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ، ج ۱۵ ، مطبوعہ امریکہ

[3] جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ، ج ۱ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۱۴۵ ، ۱۴۸ اور ۱۴۹

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی ——— ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے: ———

> حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے۔ ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے[1] ———

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلباء پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرأت کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صدہا برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلامذہ میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پریس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا، تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور لکھے ہوئے کاغذات گول نلووں میں رکھتے تھے۔ مثلاً۔ المستدرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں ———

لے ابن حزم، کتاب الفصل والملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ، ج ۲، ص ۶۷، ۸ (ملخصاً)

كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك فاخرج الينا محالا عنده فقال هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم۔[1]

ترجمہ:-

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو آپ اپنے پاس سے کاغذات رکھنے کا تھیلا نکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں ۔

حافظ ابن عبدالبر کی جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابو ہریرہ :

فاخذ بيده الى بيته فارانا كتبا كثيرة من حديث رسول صلى الله عليه وسلم۔[2]

ترجمہ:-

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں بھی دکھائیں ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ابن العاص نے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفۃ الصادقہ

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم : المستدرک علی الصحیحین ، مطبوعہ ہند

[2] ابن عبداللہ قرطبی : جامع بحوالہ قرآن مجید کا نزول اور وحی از پروفیسر محمود الحسن خسرو ، مطبوعہ کراچی ، ص ۲۹۷

کے نام سے مدون کیا تھا۔ یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے ۔۔۔۔۔۔ جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے :—

شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن العاص لم یسمع جدہ انما وجد
کتابہ فحدث منہ۔ [1]

ترجمہ :-

شعیب ۔۔۔۔۔۔ نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان
کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عقبہ سے جو صاحب مغازی اور فقہائے تابعین سے تھے، منقول ہے : ———

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی
عبد اللہ بن عباس حمل بعیر من کتب
ابن عباس۔ [2]

ترجمہ :-

ہمارے پاس عبد اللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم
نے ایک اونٹ کے بوجھ برابر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔

یہی نہیں کہ عبد اللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اس کی نقلیں بھی لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلل میں مروی ہے : ———

[1] صدیق حسن خان، نواب : فتح المغیث، مطبوعہ لکھنو، ص ۲۳۵

[2] ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری : طبقات، ج ۵، ص ۲۱۶

ان نفرا قدموا علی ابن عباس من اھل الطائف بکتب من کتبہ فجعل یقرأ علیہ ۔[1]

ترجمہ:۔

ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے اور ان کے سامنے پڑھنے لگے ۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

کان عبد اللہ بن عمرو قد اصاب یوم الیرموک زاملتین من کتب اھل الکتاب فکان یحدث منھا ۔[2]

ترجمہ:۔

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی کتابیں دو بوریاں بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے ۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ کسی نوعیت کا بھی ہو، ایسی صورت میں قرآن جیسی عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے ۔ خصوصاً جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

---

[1] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی : جامع ترمذی، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۲۶۱

[2] ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی : تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۴

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابہ ان سے نقول لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے عہد نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے ——— تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے؟

(نام)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے ——— قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷۰ مقامات پر "قرآن" کا نام آیا ہے ——— کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے ——— قرآن کا امتیاز یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کرا رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے رہا ہے ——— قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی وافر تعداد میں داخلی شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے ———

قرآن حکیم میں "قرآن" کو قرآن کے علاوہ متعدد صفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ مثلاً
الفرقان، البرہان، الموعظہ، الشفاء، الرحمۃ، التذکرہ، الکلام، الکتاب، النور، الھدیٰ، الحکمۃ البالغۃ، احسن الحدیث، التنزیل، العروۃ الوثقیٰ، البلاغ، المصحف، البقرہ، البیان، المدح، الصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ[1]

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الفرقان، ۱، سورۃ یونس، ۵۷، سورہ بنی اسرائیل، ۸۲، سورۃ یونس، ۵۷، سورۃ الحاقہ، ۴۸، سورۃ الزخرف، ۱-۲، سورۃ النساء، ۷۴، سورۃ الزمر، ۲۳، سورۃ الشعراء، ۱۹۲، سورۃ ابراہیم، ۵۲، سورۃ آل عمران، ۱۳۸، وغیرہ وغیرہ

بالعموم کتاب کو قاری کی سہولت کے لیے ابواب وفصول میں تقسیم کیا جاتا ہے دور جدید میں قاری کی سہولت کے پیش نظر نئے نئے اسلوب ایجاد ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنائے جارہے ہیں ـــــ قرآن حکیم نے بھی قاری کی سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، پہلی تقسیم تو سورتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اس طرح پورے قرآن حکیم کو ۱۱۴ سورتوں پر خود حق تعالیٰ نے تقسیم فرمایا ـــــ پھر مزید سہولت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حصوں پر تقسیم کیا جن کو احزاب کے نام سے یاد کیا گیا اس طرح ہفتے کے ہر دن کے لیے ایک حزب تلاوت کی جاسکتی ہے جس کو "منزل" بھی کہا جاتا ہے ـــــ

مزید سہولت کے لیے قرآن حکیم کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ سلف صالحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کیا، اس طرح تیس پارے قرار دیے گئے پھر ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کرکے، ربع، نصف، اور ثلث میں تقسیم کیا گیا[1] ـــــ اور اولین سہولت تو خود حق جل مجدہ نے عطا فرمائی کہ پورے قرآن کو چھوٹی بڑی آیتوں میں تقسیم فرمایا اس طرح قرآن کریم میں بالاجماع ۶ ہزار آیات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ۳،۲۳،۶۷۱ (تین لاکھ تیئیس ہزار، چھے سو اکہتر) حروف ہیں ـــــ

المختصر قرآن حکیم پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا اور پوری توجہ کے ساتھ لکھا گیا۔ ـــــ عہد نبوی سے جو اس کی کتابت شروع ہوئی تو چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے نہ صرف کتابت کا بلکہ طباعت کا اور کیسٹوں کے ذریعے اشاعت کا بھی ـــــ بلکہ اب تو کمپیوٹروں میں بھی قرآن کو محفوظ کردیا گیا ہے ـــــ

[1] ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی: مقدمہ تفسیر حقانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۲۴

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریبی عہد میں لکھے گئے تھے ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو مسلم بورڈ برائے وسطی ایشیا قازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا۔ جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے ——— ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لیننن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے ———

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا، پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسائی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے ——— معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

> معاہدے کے نفاذ میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی، خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسروں نے مدینہ سے منتقل کیا تھا[1] ———

[1] پارٹ ۲، سیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریٹی آف ورسائی

تیسرا نسخہ سنہ ۶۵۷ء تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ سنہ ۳۲۵ھ تک مکہ معظمہ (سعودی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا سنہ ۷۴۵ھ میں شہر فاس آیا اب نہ معلوم مؤخر الذکر تینوں نسخے کن کتب خانوں میں ہوں گے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے آستان قدس میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے ——— یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو سنہ ۴۱ھ میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے ——— اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ یٰس کی آیت نمبر ۴۵ سے شروع ہوتا ہے ——— حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے ——— ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں

——— لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن ہیں ——— نادر و نایاب ———

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے ——— اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔

کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں مہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا: ———

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530
- A.Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ سنہ ۹۲۲ھ/سنہ ۱۵۱۶ء سے قبل بندقیہ (اٹلی) میں بھی چھپا تھا ——— سنہ ۱۱۱۳ھ/سنہ ۱۷۰۱ء

میں ہمبرگ (البانیا) میں چھپا۔[1]

پھر مختلف مقامات سے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے سب سے اچھا معرّا قرآن حکیم G.Flugel. نے چھاپا اس سے بیشتر مستشرقین و محققین نے استفادہ کیا۔[2]

آج کل بلاد اسلامیہ میں خصوصاً پاکستان میں معرّا اور مترجم قرآن شائع ہو رہے ہیں، ایک سے ایک اعلیٰ، ایک سے ایک حسین، ایک سے ایک جمیل ـــ تاج کمپنی (کراچی۔ لاہور) قرآن کی اشاعت میں غالباً دنیا کے تمام اشاعتی اداروں پر سبقت لے گئی ہے ـــ اس کے علاوہ پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں اور بہت سے اداروں نے قرآن کی طباعت و اشاعت کا خاص اہتمام کیا ـــ حال ہی میں مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں طباعت کا ایک عظیم الشان کمپلیکس قائم کیا گیا ہے جو ڈیڑھ لاکھ مربع میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے ـــ اس مرکز میں سالانہ قرآن مجید کی سات لاکھ کاپیوں کی طباعت کی گنجائش ہوگی ـــ قرآن مجید کی طباعت کے علاوہ سالانہ میں ہزار آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بھی تیار ہو سکیں گے۔[3]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ، ص ۲۴۵

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ج ۱۶/۱، ص ۲۵۸

[3] اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶، ک ۲

۴

(ا)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوفی نے اس کی جگہ لے لی۔ خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں؛

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساوی عبدی

(۳) بنام نجاشی [۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵۰ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے [۲]

---

[۱] (ا) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۳

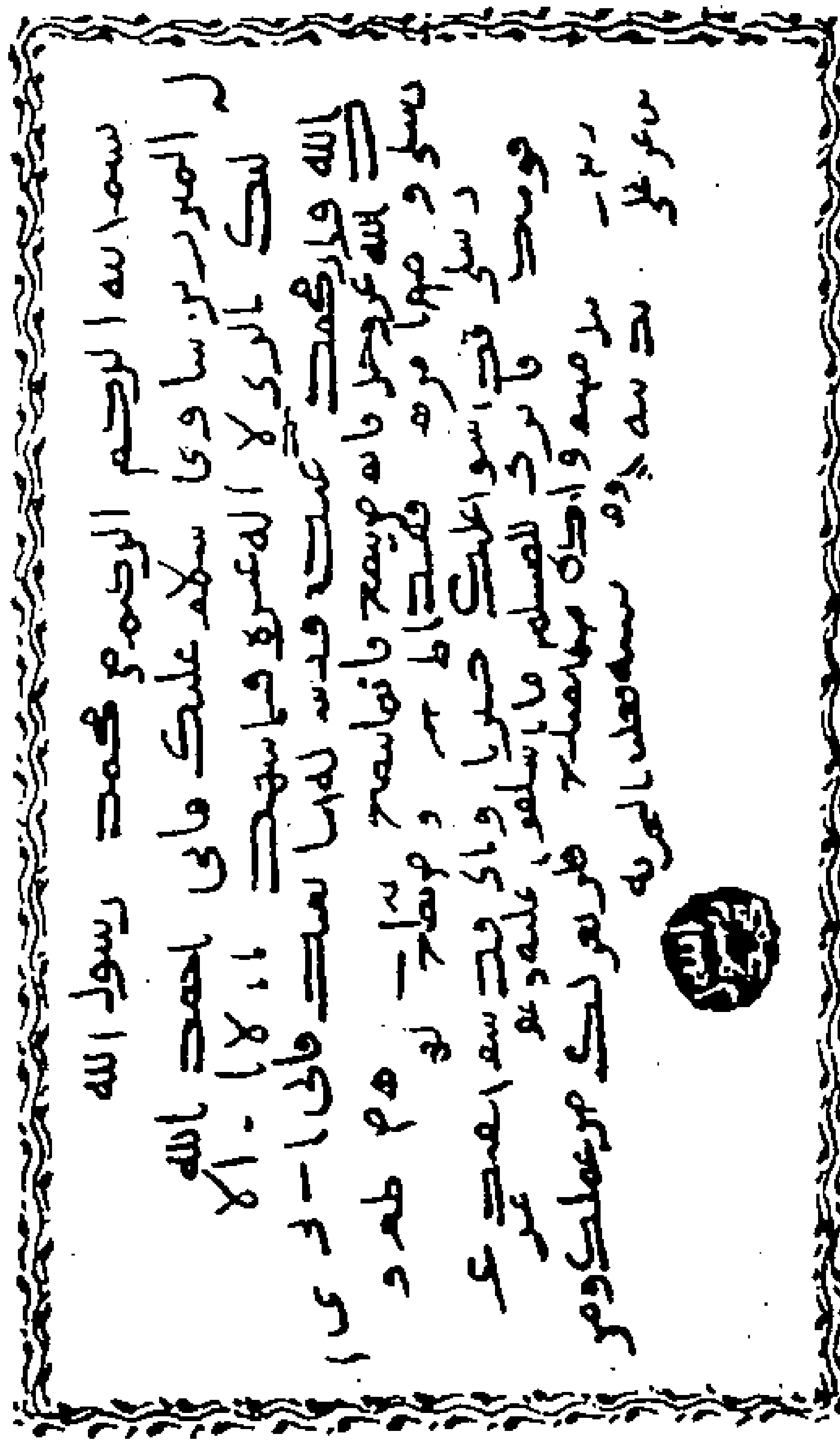
(ب) حفظ الرحمٰن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دھلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

[۲] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک لے کر بہت خوش ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمٰن سیوہاروی، بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۴۹)



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامۂ مبارک حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامۂ مبارک دیا گورنر بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۶)

ابتدا میں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوطہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جھلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر سنہ ۲۲ھ بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں [۱] لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائمقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حرف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حرف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حرف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۴۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابو الاسود الدوئلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر، زبر، پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام سنہ ۴۳ھ کے لگ بھگ ہوا۔ [۲] بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے سنہ ۱۷۰ھ میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سر عین ء، تشدید کے لئے سر سین ّ، اور جزم کے لئے سر جیم (ْ)، مد کے لئے ایک خاص خط ~ ایجاد کیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا [۳]۔

عہد نبوی میں علامات رموز و اوقاف کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرمایا کرتے تھے، بعد میں رموز و اوقاف کے لئے علامات رائج ہوئیں۔ چناں چہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ∴ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

---

[۱] مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳، رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۵ھ۔

[۲] عبد الصمد صارم ازہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ (بحوالہ نثر المرجان، ج ۱؛ خزینۃ الاسرار، حلیۃ الاذکار مطبوعہ مصر)

[۳] اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۹، ص ۹۹۔

لگائے جاتے تھے۔ عہد عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد ۵ علامت لگائی جاتی تھی جس کو تعشیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدؤلی نے آیت کا نشان ۵ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں :-

م ، ط ، ج ، ز ، ص ، ق ، صلی ، قف ، لا ، س ، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابو عبداللہ محمد بن محمد طیفورالسجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی [1] قرآن کریم کے حاشیے میں اس طرح جو لکھا ہوتا ہے۔ ع ، یہاں ع علامت رکوع کی ہے، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے ــــ

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۱۔ امام حسن بصری	۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی
۲۔ مالک بن دینار	۵۔ عاصم بن میمون الجعدری
۳۔ ابی العالیہ السریقی	۶۔ یحییٰ بن یعمر

۷۔ راشد الحماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف ربع، نصف، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلاد مغرب میں ہر جزء دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں [2] پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

---

[1] عبدالصمد صارم ازہری ؛ تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۲ ۔ ۱۲۳

[2] ایضاً، ص ۱۲۶ (بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن ؛ الجامع لاحکام القرآن ؛ کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا، جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں سے آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ۳۰ ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورۃً کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔ ؎۱

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یاقوت حموی نے مشہور خطاط ابن البواب (م ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤالدین دیلمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مؤلف کتاب المفاوضہ لکھتا ہے کہ ابوالحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عضد الدولہ کے بیٹے بہاؤالدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا، جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن الحسین بن محمد) بن مقلہ (بیضاوی) (م ۳۲۸ھ/۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

؎۱ ڈاکٹر صبحی صالح: علوم القرآن، ص ۱۴۱ (بحوالہ علامہ زرکشی، البرہان، ج ۱، ۲۵۰)۔

پارے ڈھونڈنے شروع کئے۔ تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا، مجھے یقین ہوگیا کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔" ؎۱

الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقاف و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں ——— دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علماء نے فن تجوید و قرأت کو فروغ دیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے ایک عظیم فن ——— علماء اسلام نے اس فن میں سیکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے حاملین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ ممتاز نظر آتے ہیں: ———

① ——— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

② ——— حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

؎۱ ابوالفضل ذابح: کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مشمولہ کیہان فرنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہریور ماہ ۱۳۶۴، ص ۳۲۔

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]
- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[3]
- حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[4]

جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قراُت بھی ہیں جن کا سلسلہ قراُت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے ـــــ ائمہ قراُت یہ حضرات ہیں:

- حضرت نافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو عمرو بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1-4] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۷۷

— حضرت خلف بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قراء تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں :—

- — حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- — حضرت مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں —

یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

---

[1] محمد احمد اعظمی، مولانا: تدوین قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء، ص ۱۲۶ — ۱۲۷

[2] ایضاً، ص ۳۲

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادبی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہوگی چنانچہ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں ۷۰۰ صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے[1]

(ح)

کاتبین قرآن، جامعین قرآن، قرائے قرآن اور حفاظ قرآن کے بعد معلمین قرآن کا نمبر آتا ہے ——

قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی: ——

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط[2]

ترجمہ:-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ——

اور مسلمانوں کو حکم دیا: ——

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ط[3]

ترجمہ:-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ——

---

[1] بدر الدین محمود بن احمد عینی: عمدۃ القاری، ج ۲۰، ص ۱۶

[2] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۶۷

[3] القرآن الحکیم: سورۃ التغابن، ۸

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کو قرآن پڑھایا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہوگئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں ——— جو قبائل مسلمان ہوتے مدینہ منورہ میں آتے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریہ، ہر شہر میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے ——— جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا ——— عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیے جاتے۔ چنانچہ ۹ھ میں ابو برار کے ساتھ بنی عامر کے لیے ۷۰ معلمین قرآن روانہ کیے ——— مناسب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار، قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خود ان کے اصلاح حال کی گواہی دے رہا ہے ———

ارشاد ہوتا ہے: ———

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ۔ [1]

ترجمہ:-

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے
جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے۔ اللہ نے
ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ محمد، ۲

- ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف لپکتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف لپکتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے ———

کاش قرآن حکیم کو جو وقار عہد نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک دلی کا دور دورہ ہوتا ——— مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔

۵

(ا)

نزول قرآن، صاحب قرآن، کتابت قرآن و تدریس قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا
——— لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ——— بے شک

سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے جس پر یہ قرآن اتارا گیا ——— مگر
الفاظ و حروف اور علم و دانش کا خالق تو اعلان کر رہا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ [1]

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

اور فرماتا ہے: ———

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۳۸

شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى
لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ ع [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ——————

اور فرماتا ہے: ——————

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ
شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ع [2]

ترجمہ:-

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت —

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں [3]

ایک جگہ فرمایا: ——————

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النحل ، ۸۹

[2] القرآن الحکیم : سورۃ یوسف ، ۱۱۱

[3] محمد نعیم الدین مرادآبادی ، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ، مطبوعہ کراچی ، ص ۳۳۱

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی ہے۔[1]

قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفٰے کہاں سے لائیں؟ ——— تفصیل و تشریح کے لیے قرآن حکیم بار بار ارشاد فرما رہا ہے: ———

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنۡزَلَ اِلَيۡكُمُ الۡـكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ[2]

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا: ———

وَلَقَدۡ جِئۡنٰهُمۡ بِكِتٰبٍ فَصَّلۡنٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ[3]

اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے: ———

كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍۙ[4]

---

[1] محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۲۳۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۶/۱۱۴

[3] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۷/۵۲

[4] القرآن الحکیم: سورۃ ہود، ۱۱/۱

ترجمہ:۔

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے۔

اور فرماتا ہے:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ [1]

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی و غوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے قبل ہی یہ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ [2]

ترجمہ:۔

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ حم السجدہ، ۲

[2] القرآن الحکیم، سورۃ النحل، ۸۹

(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین و مفسرین قرآن تے نئے نئے علوم کا استخراج و استنباط کرتے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مطالعہ قرآن کے لیے صحابہ اور ان کے طفیل اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رد گئی ورد ابد تک رہ گئی [1]

آپ نے یہاں تک فرمایا:

لو ضاع عقال بعير لوجدته في كتاب الله۔

ترجمہ:

اگر میرے اونٹ کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پالوں گا

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں — قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ۷۷۴۵۰ علوم ہیں [2]

---

[1] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۹۰۔ ۱۔

[2] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۲۷-۱۲۹

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :-

علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القرآت، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، ارض القرآن، مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم المحکم، والمتشابہہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک، طالب علم علوم القرآن پر ایک ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء-۱۱۷۹ء) نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں[۱] ان کی فہرست دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹-۶۱۲) میں موجود ہے۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ——— ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم، ہزاروں وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں، ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں، مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے[۲]، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے :-

---

[۱] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶/۱، ص ۶۰۹

[۲] ایضاً: ج ۱۶/۱، ص ۵۹۸-۶۰۹

۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

۳۔ تذکیر بآلاء اللہ

فطرتِ بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

۴۔ تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

۵۔ تذکیر بالموت و بما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت

آتی ہیں۔

یہ تو قرآن میں ایک عالم و عارف کی نظر نے پایا ــــــــــ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم و فنون کا ایک بحر بے کراں ہے، جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں ــــــــــ

(ج)

قرآن اور سائنسی انکشافات[۱]، قرآن اور عصری ایجادات[۲]، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں[۳] کے موضوعات پر مشرق و مغرب کے تین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے، ان کی تخلیقات و نگارشات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے ــــــــــ الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم و فن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے، یہاں کیفیت یہ ہے کہ

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے: ــــــــــ

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ[۴] (ترجمہ) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

۱؎ Maurice Buccaille: La Bible Le Coran et La Science.

۲؎ احمد بن محمد صدیق الغماری الحسنی، مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ، مطبوعہ مصر

۳؎ Ali Akbar: Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.

۴؎ القرآن الحکیم، سورۃ الانعام، ۳۸

اور :-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ[1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے ۔۔۔ قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ۔

صد جہان تازہ در آیات اوست

عصرہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہان نظر آیا ۔۔۔ آیئے اس جہان کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں :۔۔۔

ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں ۔۔۔ ۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے ۔ اس میں ۱، اور ۹، ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دارومدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے :۔۔۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ[2]

(ترجمہ) اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النحل ، ۸۹

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المدثر : ۳۰

https://ataunnabi.blogspot.com/

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے ——

اسی طرح حرف "ق"، دو سورتوں "ق" اور سورۃ الشعرا میں حرف ابتدائیہ ہیں —— دونوں سورتوں میں یہ حرف ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے —— سورۃ ق کی آیت نمبر ۱۳ میں "اخوان لوط" آیا ہے، قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے سوائے اس مقام کے ہر مقام پر "قوم لوط" کہا گیا ہے —— مگر یہاں "قوم لوط" کے بجائے "اخوان لوط" فرمایا، ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورۃ ق میں حرف "ق"، ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اگر "اخوان لوط" کی جگہ "قوم لوط" آتا تو یہ عدد ۵۷ کے بجائے ۵۸ ہو جاتا جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا ——

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتدا حرف "ن" سے ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف "ن"، ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ ا کا حاصل ضرب ہے —— اعراف، مریم، ص میں حرف "ص"، ابتدائی حرف ہے —— تینوں سورتوں میں حرف "ص"، مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹، اور ۸ کا حاصل ضرب ہے، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں ایک لفظ "بصطۃ" آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ "بسطۃ" ہے یہاں بطور خاص "ص" سے لکھا، اوپر چھوٹا سا "س" بنا دیا گیا۔ —— بات یہ ہے اگر یہاں "ص" کی جگہ "س" ہوتا تو حروف "ص" کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی ——

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتدا میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴+۲۹+۱۴=۵۷ تو حاصل جمع ۱۹×۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں —— قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: —— وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ [1]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ ہود، ۷

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے "دن" کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:——

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ ؎۱

ترجمہ:

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:——

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝ ج ؎۲

ترجمہ:-

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں "دن" کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔

——جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو

؎۱ القرآن الحکیم: سورۃ الحج، ۴۷

؎۲ القرآن الحکیم: سورۃ المعارج، ۴

گی! ——— مگر دورِ جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے: ———

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال[1] ———

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان و زمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو ——— یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

——— ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں ——— اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھی ہیں ——— ابن مطرب اندلسی (م سنہ ۴۰۲ھ)، علامہ واحدی (سنہ ۴۶۸ھ)، علامہ سیوطی (م سنہ ۹۱۱ھ) ——— ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں ——— ابن واقد المروزی (م سنہ ۱۵۷ھ)، امام شافعی (م سنہ ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م سنہ ۵۲۰ھ)، ابن جوزی، (م ۔ ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (م سنہ ۹۰۰ھ)، وغیرہ وغیرہ ——— اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھی ہیں ——— ابن یزید الواسطی (م سنہ ۳۰۶ھ)، ابو الحسن امانی (م سنہ ۳۸۴ھ)، خطابی (م سنہ ۳۸۸ھ)، ابو بکر باقلانی (م سنہ ۴۰۳ھ)، عبد القاہر جرجانی (م سنہ ۴۷۱ھ) وغیرہ ——— علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جا سکتی ہیں: ———

---

[1] ریاض الحسن ندوی: "قرآن اور عصری تحقیقات"، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور، ج ۳، ص ۱۶۵-۱۶۹

۱ ـــ علامہ ابن جوزی	، فنون الافنان فی عجائب القرآن
۲ ـــ علامہ بدرالدین زرکشی	، البرہان فی علوم القرآن
۳ ـــ علامہ جلال الدین سیوطی	، الاتقان فی علوم القرآن
۴ ـــ عبدالعظیم الزرقانی	، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(د)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہیں بہت سے عجائبات ہیں، بہت سے معجزات ہیں، نظر والوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں ـــــــ کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے ـــــــ عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں ـــــــ قرآن کا عالم عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی ـــــــ کس کی مجال کہ غواصی کا حق ادا کرے طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں:- ـــــــ

۱ ـــ جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین نمونہ ہے ـــــــ ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں ـــــــ دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر آتا ہے ـــــــ مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لا سکے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے: ـــــــ

The Quran itself is a miracle and cannot be imitated by man.

ترجمہ:۔

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا ۔۔۔۔۔

۲۔۔۔ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود قرآن اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تر و تازہ تھا۔ ۔۔۔۔۔ زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی، نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ ۔۔۔۔ الفاظ بدل جاتے ہیں، الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں ۔۔۔۔ معانی کی تعبیرات بدل جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں، لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔

۳۔۔۔ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے، ۔۔۔۔ ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف ہوتا جاتا ہے ۔۔۔۔ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب ایسی محفوظ نہیں ۔۔۔۔ صحت متن کے اعتبار سے دنیا کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے ۔۔۔۔ ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک نہیں ۔۔۔۔

۴ کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

تذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف حبیب سے انبیاء و رسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے ——— زبور میں اس کا ذکر ہے، توریت میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر ہے ویدوں اور اپنشدوں میں اس کا ذکر ہے ———

۵ ——— قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آج تک اسی انداز سے لکھا جا رہا ہے ——— کتابت و خطاطی کے اسلوب بدل گئے مگر قرآن حکیم کے انداز کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا ——— لکھنے والوں نے الفاظ و حروف کی تو حفاظت کی ہی ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے، مثلاً قرآن حکیم میں، الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الربو، آیا ہے ——— عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے ——— الصلاۃ الزکاۃ، الربا ——— مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶ ——— قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار و اعمال پر اس شدت سے اثر کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا ——— چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل و جان سے لگائے ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

۷ ——— جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے اس کا دائرہ ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے ——— اس میں وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آ رہے

ہیں اور آتے چلے جائیں گے ـــــ فکر و تدبر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں ـــــ

۸ ـــ قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۲ برس میں نازل ہوا ہے ـــــ اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے ـــــ

۹ ـــ ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا ـــــ اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا ـــــ قرآن حکیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ـــــ آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد ـــــ ایسا منفرد کہ زبان دانوں نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا ـــــ بلا شبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو ـــــ

۱۰ ـــ اگر یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جو عین جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے ـــــ مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے معلوم ہوا ـــ ؎

کوئی ہے مجھ میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

(ھ)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے ——— دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے۔ روشنی کو ترس رہی ہے ——— اس کو اجالے کی ضرورت ہے ——— تاریکیوں نے اس کی عقل ماؤف کر دی ہے، اس کا دل سخت کر دیا ہے ——— کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟ ——— ہاں ہاں روشنی ہے ——— بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیلائے ——— ارشاد ہوتا ہے: ———

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ۙ ۵ [1]

ترجمہ:-

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم
لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ———

اور فرمایا: ———

وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ
بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ؕ

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ ابراہیم ، ۱
[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الحدید ، ۹

ترجمہ:-

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں

سے اجالے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکر و شعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے ——

آج عالم گیر افراتفری کا خاص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکر و شعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک دوسرے کو لڑوا رہے ہیں —— وہ کام کر رہے ہیں جو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کرتا —— دنیا کو میدان کارزار بنا دیا ہے ——

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع

عرصۂ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں —— کاش دنیا والے اس کو اپنا حَکم بنالیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھالیں اور فردوس نعیم کے مزے لوٹ لیں! ——

قرآن حکیم فرماتا ہے: ——

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ [1]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۲۱۳

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے ۔

اور فرمایا:-

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو جس بات میں اختلاف ہے

رفع اختلاف، انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب طرفین کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو۔ اسی لیے قرآن حکیم نے فرمایا:-

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ [2]

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے ۔

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النحل ، ۶۴

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے ظلمت سے نکلنے کے لیے اجالے میں آنے کے لیے ——— تدبر و تفکر کی ضرورت ہے ——— جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا ——— جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی ——— وہ راہ پا گیا ——— قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراط مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو ———

ارشاد ہوتا ہے: ———

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ [1]

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں ———

ایک جگہ فرماتا ہے: ——— ———

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۝ [2]

ترجمہ:-

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے ہیں ———

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا: ———

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ص، ۲۹

[2] القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲۴

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ع [1]

ترجمہ:۔

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے ——

بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے —— پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اجنبی ہے نہ ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے —— زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا دل میں گھر کرنے والا —— پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی اتنا ہی آسان ہے —— زمانے کے ساتھ ساتھ زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں —— مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے —— نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں —— یہ قرآن کا عظیم اعجاز ہے —— ارشاد ہوتا ہے:۔ ——

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ [2]

ترجمہ:۔

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ——

اور فرمایا:۔ ——

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [3]

[1] القرآن الحکیم : سورۃ القلم ، ۵۲

[2] القرآن الحکیم : سورۃ مریم ، ۹۷

[3] القرآن الحکیم : سورۃ القمر ، ۱۷

ترجمہ:-

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ——— ؟

سورۂ قمر میں یہ بات بار بار دھرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا ———

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [1]

ترجمہ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے آسان فرمایا ——— تو ہے کوئی یاد کرنے والا ؟

(۹)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں ——— دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا ——— خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام کے لیے ہے اور قرآن اسی راہ روشن کو سُجھانے کے لیے ——— قرآن پیاس لگاتا ہے اور پھر پیاس بجھاتا ہے ——— ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے ——— قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے ہنگم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا ہے ——— انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی کا سدباب بھی کرتا ہے ——— قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

[1] القرآن الحکیم، سورۃ القمر، ۲۲ - ۳۲ - ۴۰

کرتا ہے، اور کسی میدان میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتا' فکر کی غلامی سے آزادیٔ فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے' عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے۔ ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے' وہ مشاہدۂ فطرت سے صانعِ فطرت کی طرف لے جاتا ہے' ——— وہ اعمال سے محرکاتِ اعمال کی طرف لے جاتا ہے' ———

——— وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے ——— وہ عقل کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سریع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے ——— وہ تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا ——— وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے ——— وہ انسان کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردنیں چھڑاتا ہے، ان کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے ——— وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں ——— وہ بندے کو بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم سہارے کی خبر دے کر بے سہاروں کا سہارا بنتا ہے ———

——— وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ عالم نے نہ ایسا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی ———

اس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے ——— یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، امن پسندی اور عدم تشدد کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے ——— قرآن ایک معجزہ ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبر دیتا ہے، بند آنکھیں کھولتا ہے، سخت دلوں کو نرماتا ہے ——— اس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود کو خود سے باخبر کیا ——— اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا تعین کیا اور مخلوقات میں اس کو بزرگ تر اور برتر قرار دیا ——— اس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے ——— اس نے جسم و جان کے حقوق کا پاسدار بنایا ——— اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آ رہے ہیں ——— اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے ——— مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے ———

دنیا کے غیر مسلم مذہبی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے، سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میور، جارج سیل، باسطے، کارلائل، ڈیون فولڈ پورٹ، راڈ ویل، پیولین، جان فاش، چارلس فرانس پوٹر، ڈاکٹر مارنس، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیموئیل جانسن، پروفیسر ہارورڈ ڈوائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینلے پل، ڈاکٹر موسیو جین، ڈاکٹر راڈویل، گاندھی، لالجپت رائے، گوئٹے، گرونانک، سروجنی نائیڈو، ڈاکٹر جارج، ایڈورڈ ڈینی راس، آرنلڈ وائیٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گبن، ڈین اسٹینلے، ڈیون پورٹ، آر لیورزون، وغیرہ وغیرہ

۲

(ا)

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ ——— اپنی خصوصیات میں دو عالم میں یکتا و یگانہ ——— اس کا نازل ہونا، اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا۔ اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب و احترام، اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے ——— دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ———

اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا ——— اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو ——— سنئے سنئے وہ کیا فرما رہے ———

اذا احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ

القرآن ۔[۱]

ترجمہ:۔

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے۔

ایک جگہ فرمایا:

ما تقرب العباد الی اللہ عز وجل بمثل ماخرج منہ یعنی القرآن ۔[۲]

ترجمہ:۔

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کرسکتے۔

قرآن حکیم تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی بہار ہے ــــــــ اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے:

قرآن کہتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ ۔[۳]

ترجمہ:۔

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

---

[۱] علی متقی علاؤ الدین ہندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۲۸،

[۲] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۱۱۵

[۳] القرآن الحکیم، سورۂ آل عمران، ۱۹۱

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے ــــــ کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے ــــــ لکھنے کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے ــــــ قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے ــــــ

ارشاد ہوتا ہے: ــــــ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ [۱]

ترجمہ:-

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے ــــــ سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص میں پڑھ کر سنایا اور کہا: ــــــ

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ [۲]

ترجمہ:-

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

---

۱ القرآن الحکیم: سورۃ النحل، ۹۸

۲ القرآن الحکیم: سورۃ النمل، ۳۰

ہے جو نہایت مہربان اور رحم والا ۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اب پڑھو مگر جلدی جلدی نہ پڑھنا آہستہ آہستہ پڑھنا، جلدی پڑھنے میں کلام دل پر اثر نہیں کرتا اور توجہ معانی کی طرف نہیں رہتی اور انسان تدبر و تفکر سے محروم رہ کر کلام کے باطنی فیض سے محروم رہتا ہے اس لیے جب پڑھو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، سمجھ سمجھ کر پڑھو :

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۔ [۱]

ترجمہ :-

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۔

بن دیکھے بھی قرآن پڑھا جا سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بن دیکھے نہ پڑھو، دیکھ کر پڑھو ۔۔۔۔۔ کہ بن دیکھے پڑھنے سے ہزار درجہ اجر و ثواب ہے تو دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ اجر و ثواب ہے ۔۔۔۔۔ پڑھنے کا ثواب بھی ہے دیکھنے کا بھی ثواب ہے ۔۔۔۔۔

ارشاد ہوتا ہے :۔۔۔۔۔

قراءة الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجة وقراته فی المصحف تضعف علی ذلك الی الفی درجة ۔ [۲]

ترجمہ :-

آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور اس کا

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ المزمل ، ۴

[۲] ولی الدین محمد بن عبداللہ : المشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دہلی ، ص ۹ ــ ۱۸۸ !

قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے ۔۔۔۔۔

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے ۔۔۔۔۔ ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز، دل بے کیف ۔۔۔۔۔ اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پُر کیف و سرور ۔۔۔۔۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

زینوا اصواتکم بالقرآن [۱]

ترجمہ :-

اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو

ایک اور جگہ فرمایا :۔۔۔۔۔

زینوا القرآن باصواتکم [۲]

ترجمہ :-

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے ؟ ۔۔۔۔۔ اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے ۔۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے :۔۔۔۔۔

---

[۱] (ا) احمد بن حنبل : المسند۔

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی : السنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۴ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن اسمر قندی الدارمی : کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۳ھ، ص ۴۴۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سیستانی : سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۲۸۹ھ، ص ۲۰۷

[۲] عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی : سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذی اذا استمعوه یقرأ حسبتموه یخشی اللہ ۔ [1]

ترجمہ:-

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنو تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے ——

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا —— تلاوت کے وقت خشیت الٰہی کا ایسا سماں میں نے نہیں دیکھا —— سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے —— وہ مرد مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ —— ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامہ الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز —— جن سے راقم کو نسبت فرزندی بھی ہے اور شرف بیعت بھی —— حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں —— وقت وقت کی بات ہوتی ہے —— وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے سہ پہر کی کچھ اور، شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور —— اور صبح کی بات ہی کچھ اور ہے اس لیے ارشاد ہو رہا ہے:

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی: السنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ، ص ۱۹۶

مَشْهُوْدًا ۝ [1]

ترجمہ:-

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں نور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے کھلا کر فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔ [2]

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——————

علیک تلاوۃ القرآن فانہ نور لک فی الارض
وذخر لک فی السماء۔ [2]

ترجمہ:-

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور

آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے ——————

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو ——————

اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خبر نہیں کس کی بات سنائی جا رہی ہے —————— ؟ —————— آسمان، زمین پر آرہا ہے اور تم اپنی باتوں میں لگے ہو —————— خبردار خاموش رہو، دل لگا کر سنو ——————

ارشاد ہوتا ہے: ——————

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ بنی اسرائیل ، ۷۸

[2] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری : صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۹۴۷

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری : صحیح مسلم (مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ) ، ج ۱ ، ص ۲۶۸

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ———

کان لگا کر سنو ——— خاموش رہو ——— یہ کوئی معمولی کلام نہیں ——— یہ کلاموں کا آقا ہے ——— خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-

وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه [2]

ترجمہ:-

اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے ———

اس فضیلت و بزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر فضیلت حاصل ہے ——— خود سرکار دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ———

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۷: ۲۰۴

[2]

(ا) ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ص ۱۱۶

(ب) ولی الدین محمد بن عبداللہ: مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۶

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔[1]

ترجمہ:۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی ——

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب —— سب کو اعتراف ہے —— سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیئے —— معاشرے میں سب سے بڑا —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو۔[2]

ہاں نگاہ مصطفےٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا —— اسی پر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا —— اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی —— انھیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی —— انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے —— انہیں کو وظیفے دیئے جاتے تھے ——

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے[3] آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں[4] بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۵۲

[2] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

[3] محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری: تفسیر سورۃ الاعراف

[4] علی متقی علاؤ الدین ہندی: کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

میں ان کے مراتب، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیے[1] الغرض قرآن، کا قاری، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بان و جہاں آرا ہوتا تھا —— وہی مرکز نگاہ تھا —— وہی مرجع آرزو تھا —— مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے —— وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے —— ساری دولت اس کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لیے ہیں —— جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں ——

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھانے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے —— کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی —— بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے —— اس کے درجے بہت بلند ہیں —— اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ —— اسی لیے فرمایا۔

——————

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے
اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس
کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے —— [2]

---

[1] قاضی ابی یعلیٰ: الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۳

[2] ابو حامد محمد بن محمد غزالی: احیاء علوم الدین (مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ)، ج ۱، ص ۲۷۹

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و عامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھ جائے گا جس کی چمک کے آگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا[۱] ——— اور تو اور ارشاد ہو رہا ہے: ———

القرآن شافع مشفع [۲]

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی ——— حافظ قرآن کی یہ شان ہوگی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی[۳] ———

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا ——— تاریکیوں میں اجالا کیا ——— آفتاب دکھایا ——— اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھیرتا ہے تو وہ پھر سے گھر کو ویران کرتا ہے ———

کیا خوب فرمایا: ———

ان الذین لیس فی جوفہ شئ من القراٰن
کالبیت الخرب [۴]

---

۱ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری ! ، الترغیب والترہیب ، جلد سوم ، ص ۱۶۶

۲ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۱۶۶

۳ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن السمرقندی ! سنن دارمی ، ص ۱۹

۴ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ! جامع ترمذی ، ج ۲ ، ص ۱۱۵

ترجمہ:۔

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں ——— ویرانی سی ویرانی ہے ——— ویران دلوں نے آبادی کی ٹھانی ہے ——— وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام! آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں ——— جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہان بان و جہاں آرا ——— اسی لیے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو جلیل القدر صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ———

اقرؤا القرآن وحرکوا بہ القلوب

ترجمہ:۔

قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھر دیا جائے، چاہے اس میں آب حیات بھر دیا جائے ——— بعض کتابیں زہر ہیں، بعض تریاق ——— خادم مصطفےٰ، شیدائی قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ———

انما ھذہ القلوب اوعیۃ فاشغلوھا بالقرآن
ولا تشغلوھا بغیرہ [۲]

ترجمہ:۔

انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھر دو اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو ———

---

[۱] ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی: السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۲

[۲] ڈاکٹر حنیفہ: عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۷۴

قرآن کیا ہے ایک خوانِ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوعِ انسان کے لیے بچھایا گیا ہے، اب جس کا جی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے ـــــــ میزبان بے نیاز ہے، جو کچھ ہے، مہمان ہی کے لیے ہے ـــــــ اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :ـــــــ

ان ھذا القرآن مأدبة اللہ فمن
استطاع ان یتعلم منہ شیئاً فلیفعل فان
اصفر البیوت من الخیر الذی لیس
فیہ من کتاب اللہ شیٔ کخراب البیت
لا عامر لہ [۱]

ترجمہ :ـ

بے شک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو اس سے کچھ سیکھنا چاہے
تو ضرور سیکھے بلا شبہ وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ
کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے
جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو ـــــــ

اور ایک بات بڑی دل لگتی فرمادی اور اس میں شک نہیں کہ اس میں نوعِ انسانی کا مجموعی فائدہ ہے ـــــــ آپ فرماتے ہیں :ـــــــ

وذل مع القرآن حیث زال [۲]

---

[۱] ابن قتیبۃ الدینوری : حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۳۰، ج ۱

[۲] خلیفہ رضی، ڈاکٹر : عبداللہ بن مسعود، ص ۱۲۶
بحوالہ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۳۴

ترجمہ:۔

ادھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول دائمی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو باتیں صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ باتیں قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لاکر رکھ دی ہیں ۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی ——

یہ عظیم دستور حیات، یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ——

یہ داستان بہت طویل ہے، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ——

۔۷۔

(ا)

پاک و ہند اور عرب تعلقات عہدِ قدیم سے چلے آرہے ہیں[۱]، ان تعلقات کی نوعیت

---

۱ تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔ سراندیپ (لنکا) کے ایک پہاڑ پر آپکا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً یہی تعلق تھا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے" عرب و ہند کے تعلقات کی قدامت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آرین اقوام پاک کی آمد سے پہلے جن کی تمام تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبات جو ق م سے ۲۵۲ ق م کے درمیان موریہ خاندان کے اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی ——— پاک و ہند نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے تراجم کے ذریعہ استفادہ کیا۔ (ا) جلال الدین سیوطی: تفسیر در منثور مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵

(ب) غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند ۱۳۰۳ھ (ج) سید سلیمان ندوی عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۳۰ء (د) ڈاکٹر تارا چند: تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پروفیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

تجارتی بھی تھی اور مذہبی بھی ــــــــــ عرب میں پاک و ہند کے مال کی چار تجارتی منڈیاں تھیں۔ ابکہ، صحار، عدن اور جار، تجارتی مال یہاں اترتا تھا اور اندرون عرب پھیل جاتا تھا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کافی عرصے تجارت فرمائی اور ان علاقوں میں تشریف لائے اس لیے آپ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں اور ان کے تشکل و شمائل سے بخوبی واقف تھے ــــــــــ

یہود و نصاریٰ وغیرہ کے علاوہ عرب کی بیشتر آبادی بت پرست تھی اور یہی بت پرستی، پاک و ہند اور عرب کی مذہبی تعلقات میں قدر مشترک تھی، عرب میں بت پرستوں کے بڑے بڑے بت خانے تھے، بیت اللہ کو بھی ستارۂ زحل کا بت خانہ سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور ہر چہار طرف سے بت پرست آتے تھے۔

ــــــــــ انہیں تجارتی و مذہبی تعلقات کی وجہ سے بعثت نبوی کے وقت عرب میں غیر عرب، رومی، ایرانی، حبشی، پاکستانی، ہندوستانی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے[۱] خصوصاً ساحلی علاقوں یمن، عراق، بحرین، عمان وغیرہ میں ــــــــــ پاکستانی اور ہندوستانیوں کی بھی مختلف قومیں آباد تھیں ــــــــــ ۶ھ اور ۸ھ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف والیان ریاست اور بادشاہوں سرداروں کو جو نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے اس کے اثر سے وہاں کے بسنے والے پاکستانی اور ہندوستانی بھی مشرف با اسلام ہوئے ــــــــــ انہیں میں یمن کے خالص ہندوستانی بزرگ جو ایک ماہر طبیب تھے حضرت بیرزطن ہندی یمنی بھی مشرف با سلام ہوئے[۳]

---

[۱] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۴۷

[۲] ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ج ۲، ص ۲-۳

[۳] ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۲۱

ان مسلمان ہونے والے خاندانوں میں علماء و محدثین اور شعراء وادبا پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھی۔ دن رات میں نماز پنجگانہ اور متعلقہ سنن و نوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں ———— زندگی کے دور کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے ———— اس لیے اندازہ لگایا جاسکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا ————

عہد نبوی میں نہ صرف عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک و ہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابہ کرام کو نامہ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہو گئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقیہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے: ————

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل
کتابته الی اهل السند علی ید خمسة
نفر من اصحابه رضی اللہ عنهم فلما جاؤا
فی السند فی قلعة یقال لها نیرون اسلم

بعض اهله ثم رجع من اصحاب اثنان مع
الوافد علیہ من السند و بقی ثلثۃ منہم فی
السند و اظہر اہل السند الاسلام و بینوا
الاہل السند الاحکام و ماتوا
فیہ و قبورہم فیہ الآن
موجودۃ [1]

ترجمہ :-

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف نامۂ مبارک ارسال فرمایا ——————
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ شرف
باسلام ہوئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس
لوٹے باقی دو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے
ان کو احکام دین بتاتے رہے، پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں ——————

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت
محمد بن حنفیہ کی یہ روایت نقل کی ہے :——————

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴، ص ۲ بحوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

علیه وسلم ذکر انه دخل علیه وفد

ان فی یوم واحد من السند و افریقیه

بسمعهم وطاعتهم [1]

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو وفود آئے اور دونوں بخوشی مشرف باسلام ہوئے۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ——— گویا یہ فخر سندھ کو حاصل ہے کہ یہاں اُس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا ——— یہ بھی فخر حاصل ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا ——— اور یہی نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے ——— مثلاً معمور یوسفانی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے [2] ——— مولانا ... مکلی ٹھٹھہ سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندھی کی ہے ———

---

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴، ص ۸۲، بحوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

[2] معمور یوسفانی: "تنو پار کر جا دینی درسگاہ" مشمولہ رسالہ "سندھ" (کراچی) ۱۹۸۳ء، ص ۴۱

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضر موت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی ـــــــ

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ، روم، اسپین، مشرق وسطی، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں ـــــــ

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا ـــــــ

اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیوں کہ آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم کو جبری قرار دیا، جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی[1] ـــــــ ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہو تو قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہوگی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے[2] ـــــــ

مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والاسلام قد انتشروا

---

[1] عبداللطیف رحمانی: تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

[2] ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری: دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ج ۱، ص ۷۴-۷۵

و ظهر فی جمیع جزیرة
العرب من منقطع البحر
المعروف ببحر القلزم مارًا
الی سواحل الیمن کلها الی
بحرفارس الی منقطعه مارًا
الی الفرات ثم الا صنقة
الفرات الی منقطعة الشام
الی بحر القلزم و فی هذه
الجزیره من المدن و القری
مالا یعرف عدده الا الله کالیمن
و البحرین و عمان و نجد
وجبل طی و بلاد و مصر و
ربیعة و قضاعه و الطائف
و مکة کلهم قد استلموا
ونبوا المساجد لیس فیها
مدینة و لا قریة ولا حلة
لاعراب الا وقد قری فیها
القرآن فی الصلوٰة و علمه
الصبیان والرجال و النساء
وکتب ثم ولی ابوبکر سنین و
سنة شهر فغزا فارس والروم

وفتح اليمامة وزادت قراءة
الناس للقرآن ولم يبق بلد
الا فيه المصاحف ....
ثم مات ابوبكر وولى عمر ففتحت
بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت
الشام كلها والجزيره ومصر
كلها ولم يبق بلدا لا و بنيت
فيه المساجد ونسخت فيه
المصاحف وقراء الائمة القرآن
وعلمه الصبيان فى المكاتب
شرقا وغربا وبقى كذلك
عشرة عوام واشهراو المومنون
كلهم لااختلاف بينهم فى شىء
بل ملة واحدة ومقالة
واحدة وان لم يكن عند المسلمين
اذ مات عمر مائة الف
مصحف من مصر الى العراق الى الشام
الى اليمن فيما بين ذلك فلم يكن
اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح
واتسع الامر فلو رام احد
احصاء المصاحف اهل الاسلام۔

ترجمہ:-

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو اُس وقت تک سارے
جزیرۂ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحر قلزم کے دور دراز علاقوں سے
تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدود میں
بحر قلزم تک ——— اس جزیرے کے بے شمار شہروں
اور قریوں (جن کی تعداد کا سوائے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً یمن، بحرین
عمان، نجد، جبل طے اور مضر، ربیعہ، قضاعہ، طائف اور مکہ کے تمام
باشندے مسلمان ہو چکے تھے ——— انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں
تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستی ایسی نہ تھی جہاں نماز
میں قرآن کی قرارت نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم
نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد) حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ آپ کے عہد
خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یمامہ فتح ہوا
چنانچہ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر
باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں ———

حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے بعد حضرت
عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے جانشین ہوگئے تو ان کے دور خلافت
میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے
فتح ہوگئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر
نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، ائمہ قرآن کی تلاوت نہ کرتے

ہوں اور مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے مکتبوں میں بچوں کو قرآن کی تعلیم
نہ دی جاتی ہو ——— یہ کیفیت صرف دس سال اور چند مہینوں
کے قلیل عرصے میں پیدا ہو چکی تھی اور قرآن کے متن اور قرأت کے بارے
میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا بھی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب
ملت واحدہ کی طرح یک زبان تھے۔

جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وصال ہوا تو مصر سے لے کر
عراق، شام اور یمن تک تمام ملکوں میں کم از کم ایک لاکھ قرآن کے نسخے
مسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ (پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے وصال کے بعد) جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ
ہوئے تو فتوحات اور خلافت کا دائرہ اور وسیع ہو گیا۔ اس دور میں
اسلام کی اس قدر اشاعت ہو گی اور قرآن حکیم کے نسخوں کی اتنی کثرت
ہوئی جس کا اندازہ لگانا کارے دارد[1] ———

عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں بصرہ آباد ہوا اور ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ پاک و ہند کا تجارتی سامان ان سواحل پر آتا اور پھر مکہ معظمہ کے مرکزی شہر میں عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ کے بازار میں جاتا، اس طرح اہل عرب پاک و ہند کے باشندوں، ان کی برآمدات، ان کی زبان، ان کی تہذیب و تمدن سے براہ راست واقف ہوئے بلکہ متاثر بھی ——— اسی طرح اہل پاکستان و ہندوستان بھی عربوں کی زبان، تہذیب و تمدن وغیرہ سے براہ راست واقف ہوئے اور متاثر بھی۔ اس باہمی واقفیت نے اسلام کے فروغ اور قرآن حکیم کی اشاعت

---

[1] ابن حزم ؛ کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۲ ص ۷۹ — ۸۰

میں موثر کردار ادا کیا ——— پھر جب فوجی مہمات کا سلسلہ شروع ہوا تو فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا ——— تجارتی روابط نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کو اسلام سے جس حد تک متاثر کیا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ بن شہریار نے لکھا ہے کہ لنکا کے چند باشندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے چلے ——— عرصہ دراز کے بعد جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو عہد فاروقی کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے ——— یہ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سطوت خلافت کے باوجود آپ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ——— وہ کبھی آپ کو دیکھتے اور کبھی آپ کے کپڑوں کو ——— آپ کی عظمت کا نقش دل میں لیے وطن واپس لوٹے ——— انھوں نے جو کچھ دیکھا جب وہاں جا کر بیان کیا تو جو سنتا بن دیکھے دل دے بیٹھتا ——— سیرت فاروقی کا دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ لنکا کے باشندے آپ کی یاد میں پیوند لگے کپڑے پہننے لگے [1] ———

اللہ اکبر! ——— دلوں پر سیرت فاروقی نے جب یہ اثر دکھایا تو یقیناً وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہو گئے ہوں گے اور ان کی باتیں سن سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ہوں گے ——— مدینہ منورہ سے وہ خالی ہاتھ نہ گئے ہوں گے، دولت ایمان کے ساتھ قرآن بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے ——— پھر لنکا میں بہت سے عرب تاجر بھی آباد ہو گئے تھے، ان کے اثر و رسوخ نے قرآن کی اشاعت میں اور چار چاند لگا دیئے ہوں گے

---

[1] بزرگ بن شہریار: عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن، ص ۱۵۷

تجارتی مہمات کے علاوہ فوجی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چار پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا دیبل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا۔ اس وقت یہاں سامر بن دیوایج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ داہر کے باپ چچ بن سیلائج کی حکومت تھی[۱] جس کو مؤرخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے[۲] کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے ماننے والے تھے اور چچ نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھینی تھی۔

——— بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتح و منصور ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

۱ ابوالحسن مدائنی: فتوح الہند والسند (سندھی ترجمہ چچ نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء) ص ۹۸

نوٹ: بدھ سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی جو مذہباً بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت تقریباً سن ۵ء سے ۶۲۳ء تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد بت پرست برہمن خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۲۳ء سے ۷۱۲ء تک قائم رہی۔ یعنی خلافت راشدہ سے شروع ہو کر دور بنو امیہ پر ختم ہوئی۔ راجہ داہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ۶۷۹ء سے ۷۱۲ء تک حکومت کی پھر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا۔ سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

(ڈاکٹر چمن تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء) ص ۲۴، ملخصاً)

۲ (ا) ابوالحسن مدائنی: فتوح الہند والسند، ص ۱۵۷ (ب) انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، جلد ۱۶ مطبوعہ امریکہ ۱۹۸۰ء، ص ۷۸ (ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: "سندھ مختلف ادوار میں" (انگریزی) جامشورو ۱۹۸۴ء، ص ۱۳-۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ——— بہرکیف قلعہ نیروں میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد، دیبل میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں بسے ہوئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہوگا۔ کیوں کر صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، اسی آن کی زندگی کل سرمایہ تھا، جہاں جاتے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پہنچنا یقینی امر ہے ——— عہد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے:

- ——— حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ——— حکم بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ——— مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ——— ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
- ——— حکم بن عمرو مجدع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
- ——— عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
- ——— سہیل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
- ——— شہاب بن فارق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
- ——— صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ
- ——— عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ
- ——— عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ
- ——— نسیر بن دیسم بن ثور عجلی رضی اللہ عنہ
- ——— حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں بندرگاہ، کرمان، مکران، سندھ، سجستان وغیرہ

یں بعض مہمات میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کر کے وہاں اسلام پھیلایا اس طرح عہد فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے عہد نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلایا ——

عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین (زوجہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان ناقلین میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: ——

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
- حضرت سعید بن الوقاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ
- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
- حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

یہ نقول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں: ——

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ

عہد عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکیم بن جبلہ کو سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں تفصیلات بتائیں —— عہد عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و ہندوستان آئے: ——

- حکم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن معمر بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ
- عمیر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
- مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
- عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی چنانچہ آپ نے شاعر بن وعر کو لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا۔[1]

آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے:

- حریث بن ناجی شامی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سوید تمیمی شنقری رضی اللہ عنہ
- کلیب بن ابو وائل رضی اللہ عنہ
- مہلب بن ابو سفرہ ازدی عتکی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سوادبن ہمام عبدی رضی اللہ عنہ
- یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
- سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ
- منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ
- حارث بن مرہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ کو پھیلایا۔

---

[1] مخدوم امیر احمد! چچ نامہ ترجمہ سندھی فتوح الہند والسند مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۰۲

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار دے کر سندھ کی طرف بھیجا ——— ان کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے ———

- ——— عمرو بن عبداللہ بن معمر تیمی
- ——— مہلب بن ابی صفرہ
- ——— عباد بن زیادہ بن ابوسفیان[۱]

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کیں یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی باز گشت محمد بن قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی ——— انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا ———

المسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۷ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے ظن غالب یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علی کی فوج میں بھی ہوں گے ——— جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلاد اسلامیہ اور قرب و جوار کے قریوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

---

[۱] ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱-۱۲

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا ——— چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں : ———

جب حضرت امام حسین کو حر نے کوفہ کے راستے میں روکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم میرا آنا کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے[۱] ———

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں :-

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت زید شہید بطل اعظم اسلام پیدا ہوئے[۲] ———

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے : ———

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ سندھی تھیں[۳] ———

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔

---

[۱] ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری : المعارف ، مطبوعہ مصر ۱۹۳۴ء ، ص ۹۵

[۲] ایضاً ، ص ۷۲

[۳] عبدالرزاق نجفی : زید شہید ، مطبوعہ نجف اشرف ، ص ۵

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علافی کی سرکردگی میں راجہ داہر کے پاس آیا جس میں ۵۰۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ داہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا، انہوں نے راجہ قنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ داہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ داہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی ــــــ اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا ــــــ اس کی تفصیل یہ ہے

ولید بن عبدالملک بن مروان کے عہد میں سراندیپ کے راجا نے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سراندیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں ــــــ باد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر دیبل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا ــــــ قبیلہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی! ــــــ

اے حجاج ــــــ میری مدد کرو! میری مدد کرو! ــــــ جہاز میں سوار ایک بیوپاری نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ داہر کو لوٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیافت کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کردی کہ بحری قزاق اس کے قابو سے باہر ہیں ــــــ اس پر حجاج نے پے در پے تین مہمیں بھیجیں۔ تیسری مہم کی کمان محمد بن قاسم کر رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بدھ مذہب کی پیرو تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم و ستم کا شکار تھے ــــــ مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دارالخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا[1] ——

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کورومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے[2] —— ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ——

مثلاً یہ سیاح : ——

مسعودی ، ابودلف مہلہل ، بزرگ بن شہریار ، سلیمان ابو زید
سیرافی ، ابن حوقل ، الاصطخری ، ابن سعید ، ابوالفداء ، ابن بطوطہ
وغیرہ[2] ——

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے —— تعلیم القرآن کے مدارس کا جو جال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو، اور جو چرچا قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو ——

(د)

فارس و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

---

[1] مخدوم امیر احمد : تاریخ نامہ سندھی ترجمہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۲۵

[2] ڈاکٹر محمد مسعود احمد : تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محسوس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم و تفاسیر میں حضرت سلمان فارسی کا سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے نومسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا[1] اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الھاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندیہ میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا آزردہ زار و قطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک آلودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا، محل میں ایک خلوت خانہ بنا لیا تھا[2]

قرآن حکیم کے تراجم و تفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں[3] اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہوگا ـــــــ اور تفاسیر قرآن کا تو اتنا عظیم سرمایہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

۱؎ محمد فرید وجدی: الادلۃ العلمیہ علی جواز معانی القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، ص ۵۸

۲؎

(ا) مسعود عالم ندوی: ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء، ص ۱۹۲

(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: سندھ، پاکستان میں اس کا ثقافتی تشخص و کردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۲

۳؎ جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں ——— ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے تراجم ہوتے جاتے ہیں :———

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیری، بنگالی،
برمی، براہوی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تلگو، عبرانی، روسی،
لاطینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، البانوی، عبرانی، بلغاری، رومانی،
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈوچائنا، فلپائنی،
حبشی، ہندی، ملیالم، تامل، مکاسرین، ارگونین، اسٹرین، بوسینیا،
ہسپانوی، ارمنی، وغیرہ وغیرہ

انٹرنیشنل ریسرچ سینٹر، استانبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع کیٹلاگ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی، ایک نہایت عظیم اور صبر آزما کام ہے ——— اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے راقم نے صرف اردو تراجم و تفاسیر کی تحقیق پر آٹھ سال صرف کیے اور ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقالہ قلم بند کیا ——— جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں تراجم کی تفصیلات مہیا کرنا جوئے شیر لانا ہے۔

الغرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں

(ھ)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنو امیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا ——— اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ———

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ[1]

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ———

آئیے اسلام کے اس نورانی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل نور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی ———

- ——— عہد نبوی میں (سنہ ۶۱۰ء تا سنہ ۶۳۲ء) صحرائے عرب، یمن، حضرموت، نجد و عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن کا پیغام پھیل چکا تھا ———

- ——— عہد خلافت راشدہ (سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۶۱ء) میں مصر، شام، عراق، ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، مکران، خراسان، وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔

- ——— عہد بنو امیہ میں (سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۷۴۵ء) شمالی افریقہ، اسپین، پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، سندھ، پنجاب، برطانیہ، داغستان، مالدیپ، قبرص، سسلی، سارڈانیا وغیرہ میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا ———

- عہد غالبہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیائے کوچک، اور بالفورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔ ___
- عہد بنو عباسیہ ۷۴۵ء سے ۱۲۵۶ء میں سلطنت اسلامیہ کو وسعت سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہد غزنویہ میں ([illegible] تا [illegible]) ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ وملتان کے علاوہ) وغیرہ میں سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا ___
- بورنیو، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین اور برما کے ملاکوں کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا ___
- عہد سلطنت عثمانیہ (دسویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک) بلغاریہ، حبشہ، ہنگری، رومانیہ، سربیا، البانیہ، بوسنیا، پولینڈ کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان، یوگوسلاویہ وغیرہ میں اسلامی سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن پھیلتا چلا گیا ___ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں مندرجہ ذیل علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا، ___ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، صحارہ، یوگنڈا، سومالیہ، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا مبلغین ومحققین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو ___

مندرجہ بالا سرسری جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ گذشتہ صدیوں میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

، کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے ——— قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی ———

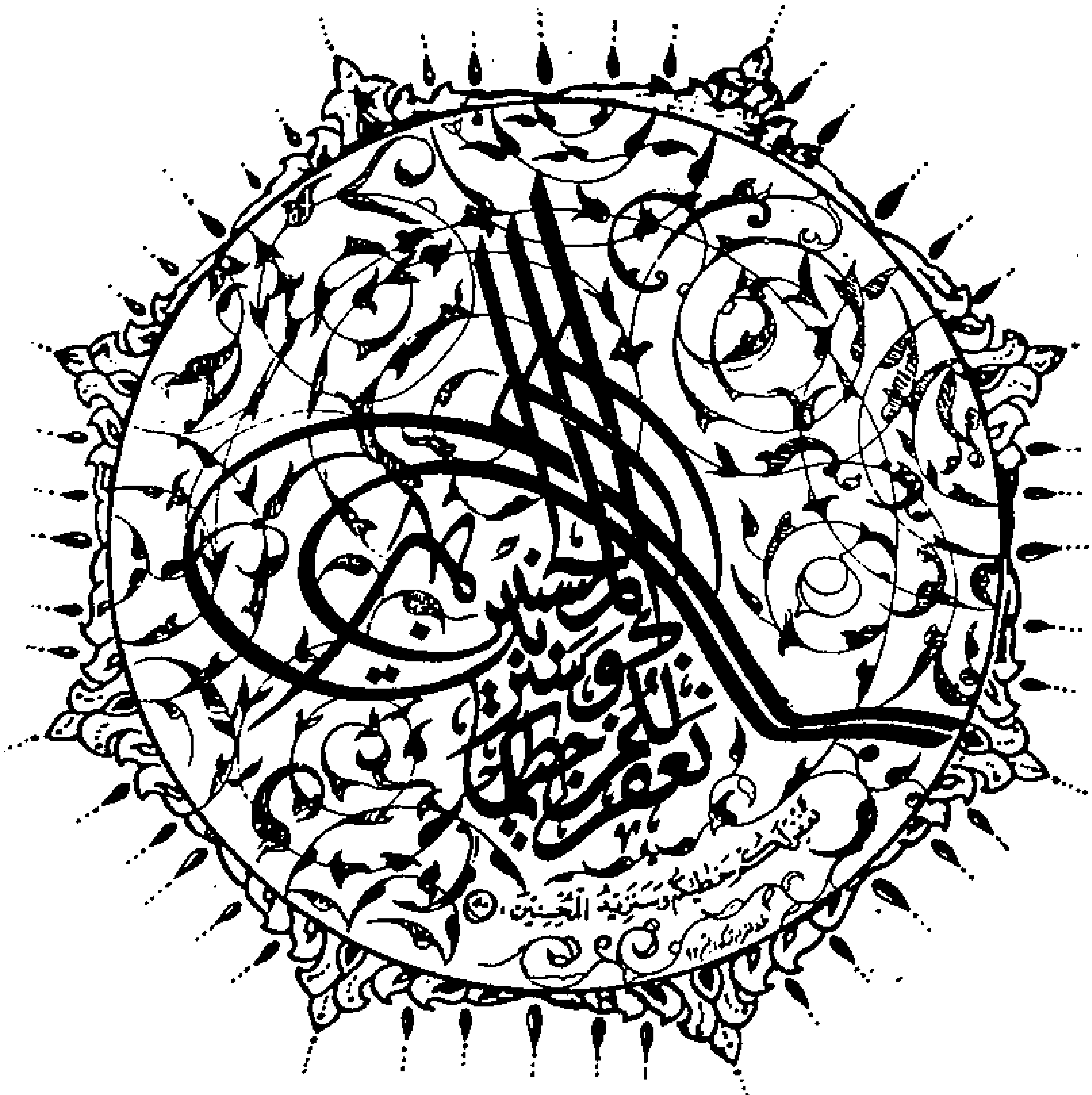
معانی قرآن، الفاظ و حروفِ قرآن، اعراب و اوقافِ قرآن، آیات و سور قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان مہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتداء سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی ———

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغاز اسلام سے لے کر اب تک بلاد اسلامیہ میں علاوہ ... تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ... ——— نماز پنجگانہ، نمازِ جمعہ و عیدین، نماز تراویح وغیرہ کے لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے ——— تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا ——— عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیری اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

علومِ قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں ——— تزئین و تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا ——— خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیاتِ قرآنی کو کندہ کر کے جاوداں بنا دیا گیا ——— جدید سائنسی ایجادات نے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیے ——— پریس کی ایجاد نے مہمیز کا

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے ——— پھر کنہا ٹوگراف، فوٹوگراف، زیروگراف، فوٹو اسٹیٹ، مائیکرو فلم، فلش پلیٹ، کمپیوٹر، آڈیو کیسٹ، وڈیو کیسٹ، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے قرآنِ حکیم کتب خانوں میں گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ———

اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جا رہا ہے ——— فضائیں اس کی آواز سے گونج رہی ہیں ———


نغفر لكم خطايكم وسنزيد المحسنين

۸

ا

قرآن حکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے — فنون لطیفہ انسان کے احساس جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں — — تحریر بھی ایک فن لطیف ہے، یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا — ابتداء میں تصویری تحریر نے جنم لیا، جو بات کہی جاتی تصویری خاکے کی زبانی کہی جاتی — پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے لی — رفتہ رفتہ یہی الفاظ و حروف پیکر حسن و جمال بن گئے اور فن خطاطی ایجاد ہوا — گل کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دوبالا کر دیا — قرآن عظیم کی بدولت فن خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا — اسلام علم و دانش کا علم بردار تھا — وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا شہکار لے کر آیا اور وہی اس کی توجہ کا سب سے بڑا مرکز رہا — اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فن خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرا خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک بیسیوں فن پارے سامنے آ گئے — حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے ——

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے —— اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے سے نہاں سے واقف نہ تھا گرد و پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے، پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی —— تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے خاص تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین —— تصویری خط کو ہیروغلفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

۱۔ ہیروغلفی —— (مذہبی طبقے کے لئے)

۲۔ ہیراطیقی —— (طبقہ علماء کے لئے)

۳۔ دیموطیقی —— (عوام کے لئے)۔

ہیروغلفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری ہیروغلفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

۱۔ تصویر نویسی —— Pictography

۲۔ خیال نویسی —— Ideography

۳۔ صورت نویسی —— Hierrography

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویری دور کی ابتداء میں مصری ۲۹ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ۹۰ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھ نا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قرنوں بعد ابجد، ھوز، حطی، کلمن سعفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزار ہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے ثخذ، ضظغ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ۔ ڈ۔ ڑ کا اضافہ کیا ـــــ یہی ابجد سے لے کر ضظغ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن "تاریخ گوئی" ایجاد ہوا۔[1]

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ـــــ

---

[1] ممتاز حسین جونپوری: خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۱ ـــ ۲۰

سینکڑوں سال قبل مسیح یمن میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مسند یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں ——— اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا زور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے ہر یوں سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے، حجر، پطرا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں۔

——— انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے ——— دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے ۔[۱] ———

اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو برس قبل رائج ہو چکا تھا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی نکلا ——— ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے ——— بعض محققین کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور تھے ——— حیرہ میں تین ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی: ———

- ——— ایرانی ثقافت
- ——— مقامی بت پرست عربی ثقافت
- ——— بازنطینی ثقافت

---

[۱] (ا) نکلسن: لٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۳، دیباچہ

(ب) ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۶۸

حیرہ جہاں خط کوفی پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کوفہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوفی کہلایا۔

خط کوفی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک تاشقند (روس) میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الھیاج نے مسجد نبوی میں آب زر سے خط کوفی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی ——— ابن الھیاج نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا ——— ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قطبۃ المحرر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے: ———

خط طومار، خط جلیل، خط نصف، خط ثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط ثلثین بھی اسی نے ایجاد کیا ہے ———

جب بنو عباس نے زمام اقتدار سنبھالی تو کوفہ کے بجائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز بنا ——— اس عہد کا کاتب الضحاک بن عجلان فن خطاطی میں قطبۃ المحرر سے سبقت لے گیا ——— اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحٰق بن حماد نے خط کوفی میں اور ایجادیں کیں اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار، خط سجلات، وغیرہ ——— ابن حماد کے شاگرد یوسف الجزی نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی ———

خط خفیف ثلث، خفیف الثلثین

خلیفہ مامون الرشید کے وزیر فاضل ابن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام خط ریاسی تجویز کیا ——— اسی دور کے خطاط الاحول المحرر نے ریاسی خط سے بہت سے خطوط ایجاد کیے مثلاً: ———

ثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، توقیع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلہ بیضاوی (۳۲۸ھ)

نے خطاطی کے اصول وضوابط مقرر کیے ——— یہ شکستہ خطاطی کا استاد اوّل مانا جاتا ہے۔
——— اس نے ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو خط المنسوب کا نام دیا گیا ———
حاجی خلیفہ نے اس خط کو خط بدیع کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہی خط آگے چل کر خط نسخ کہلایا کیونکہ
اس نے اپنے سے پہلے سارے اسالیب کو عملاً منسوخ کر دیا اور سب پر حاوی ہو گیا۔
——— ذیل صدی عیسوی تک شکستہ خطاطی کے ۲۰ سے زیادہ اسالیب متعارف تھے
——— ابن مقلہ کے تلامذہ میں عبداللہ بن اسد بن القاری اور محمد بن السجستانی نے شہرت پائی
عبداللہ بن اسد کے شاگرد ابو الحسن علی بن ہلال المعروف بہ ابن البواب نے اپنے دادا استاد کے
خط المنسوب کے بعد خط المنسوب الفائق ایجاد کیا ——— اسی عہد کے مشہور خطاط،
یاقوت المستعصمی (۶۹۶ھ) نے خط ثلث سے خط یاقوتی ایجاد کیا جو سب خطوط پر سبقت لے
گیا ——— یاقوت مستعصمی کا پورا نام جمال الدین المجد یاقوت بن عبداللہ المستعصمی تھا۔

اسلامی خطاطی جس کو ابن مقلہ نے باضابطہ قائم کیا اور ابن البواب (م ۴۱۳ھ) نے جس
کو حسن بخشا اور جس نے یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں کمال حاصل کیا اب ایک نئے دور میں
داخل ہوا اور خط تعلیق اور خط نستعلیق ایجاد ہوئے ——— اس کے علاوہ خط مغربی،
کیروان میں ایجاد ہوا ——— جو شمالی مغربی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ میں پھیل گیا۔ اس کے
چار اسالیب ایجاد ہوئے یعنی: ———

قیروانی، اندلسی، فاسی، سوڈانی،

چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں خط بہاری ایجاد ہوا ———
اور پھر چین میں خط صینی ایجاد ہوا ——— دور عثمانیہ میں شیخ عبداللہ الاماسی (م ۱۵۲۰ء)
عظیم خطاط گزرا ہے، اس کا شاگرد احمد قرہ حصاری نے خطاطی کے بہت سے نمونے یادگار
چھوڑے ——— ترکی اور دوسرے مقامات پر جو خطوط ایجاد ہوئے ان سب

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا ——————
خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیع ہراتی سے منسوب کیا جاتا ہے ———— خط دیوانی پندرہویں صدی عیسوی میں ایجاد ہوا ———— ابراہیم منیف اس کا موجد تھا ———— دیوانی سے دیوانی جالی، یا ہمایونی نکلا ———— خط نستعلیق اور ریحانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔ ———— اس کے علاوہ، خط گل زار خط مثنی، خط طغرا ایجاد ہو گئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط تنبلی اور خط النار بھی ہیں ———— سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاقت ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے ———— محمد شاہ فواد اول کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا ———— النرش قرآن کیا آیا طرح طرح کے خطوط ایجاد ہوئے [1] ————

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں آئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلیق کو ملا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلیق کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا ———— میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا ————
اور اس کے بعد میر علی ہروی (م ۹۵۱ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں ————

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

---

[1] تھامس اینڈ ہڈسن: اسلامک کیلیگرافی، مطبوعہ لندن ۱۹۷۶ء، ص ۱-۲۱

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۶۵ء/۱۲۴۳ء) بابر بادشاہ (۱۴۳۰ء/۱۵۲۶ء) خود خطاط تھے بلکہ مؤخر الذکر نے تو ایک خط ایجاد کیا جو خط بابری کہلایا۔ جہانگیر کے دو بیٹوں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اولاد میں اورنگ زیب عالمگیر، دارشکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔ ——— اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی میں پیش کیا ——— تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا ——— آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی مہارت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں سید حافظ امیر الدین اور مولانا ممتاز علی نزہت رقم شہرۂ آفاق ہوئے ہیں ——— خط نستعلیق کے مشہور خطاط سید محمد امیر رضوی عرف امیر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن کے شاگردوں میں آغا مرزا دہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پایہ خوش نویس ہوئے ——— جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خط رعنا کو جنم دیا ——— صادقین نے تصویری خطاطی کو عروج بخشا۔ آذر زوبی نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا اسلم کمال نے عمارتی خط کو حسن بخشا[1] ———

---

[1] (ا) ابن ندیم؛ الفہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(ب) ابن کلیم؛ تاریخ فن خطاطی الخ، مطبوعہ ۱۹۷۷ء

(ج) جہانگیر؛ تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

(د) مولانا غلام طیب؛ اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء (ھ) بابر؛ تزک بابری

(و) ابو الفضل؛ آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

(ز) چیمبرز ڈیوڈ؛ اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۴ء

(ح) ایس۔ایم، اکرام؛ کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

(ط) گل نار آغا کی؛ مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

انور انصاری اور گل جی نے بھی ندرتیں پیدا کیں ۔۔۔۔۔

پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر گزرے بعض کے نام یہ ہیں :۔۔۔۔

سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ ہروی

عبدالباقی یاقوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی

محی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسمٰعیل مازندرانی، محمد عارف

یاقوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری،

سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم

حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان القلم

مولانا محمد قاسم لدھیانوی مولانا امام الدین کیلانی، منشی محمد الدین

میاں عبدالرشید، سید محبوب رقم، مولانا محمد حسین عادلی، حکیم سید نیک

عالم شاہ، فاطمۃ الکبریٰ ۔۔۔۔ پیر عبدالحمید، محمد شریف لدھیانوی

شریف احمد شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ[1] ۔۔۔۔

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان کی پہچان ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں :۔۔۔۔

شیریں رقم (خواجہ عبداللہ) زریں قلم (محمد حسین کشمیری) مشکیں رقم

(میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر) زریں رقم (ہدایت اللہ)

جواہر رقم (علی خاں تبریزی) یاقوت رقم (محمد عارف)

۱؎ انور حسین نفیس رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر ۱۹۶۹ء، ج ۲، ص ۸۵

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) مرتعش رقم (بندہ علی) انتخاب رقم (قدرت اللہ) محبوب رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم (عبدالمجید) زہرت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدرالدین علی خان) پروین رقم (عبدالمجید) الماس رقم (منشی محمد صدیق) ہفت رقم، حافظ محمد یوسف دہلوی) نفیس رقم (انور حسین) امین رقم (منیر احمد) نادر القلم (عبدالواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم، (محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گو عربوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشا اور وہ بوقلمونی عطا کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ——— انھوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً ———

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط پیچاں، خط آرام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں ——— ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جاتے ہیں[1] ———

---

[1] ایضاً ج ۲

قرآن نے آتے ہی انسان کو لوح و قلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو والہانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال و زیبائی کے سارے زیور اس کی آرائش و زیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین و جمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے ——— پھر یہی نہیں کہ کاغذ و قرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، کپڑوں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے ——— حیرت پہ حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے ——— پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے ——— پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا ——— تین سو تین گیہوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں ——— تیمور نے عمر اقطع سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نگینے میں آ گیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی ———

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہ کار ہے جس میں خطاطی کی چودہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہ کار پنجاب کے ممتاز خطاط خورشید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے عہد کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں ———

مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف میر پنجہ کش آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدر الدین، مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میرے استاد مکرم سید اسمٰعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

واسطے سے میرا تعلق میر پنجہ کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے
میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، ثلث، نسخ، کوفی، دیوانی، محقق، شکستہ
رقاع، اور دیگر خطوں کی تربیت... الی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ
یوسف سدیدی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط
مرحوم (عراق) عبد العزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ
ابتاج مرحوم (ترکی) سے کیا [1]

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحۂ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جاتا اور اس کمال و مہارت کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاض کیا ہے سخت حیران کن ہے

راقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ کمپنی کے سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ نیریہ میں اس کے پہلے پارے کی زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۲۰۰ رسم الخط استعمال کئے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً سو من ہو گا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے حجم کے لحاظ سے، وزن کے لحاظ سے عجیب سے عجیب تر ہے ـــــ خورشید عالم گوہر رقم لکھتے ہیں:

قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (۱۰۰۰ من وزنی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی
کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور راقم الحروف کا تحریر کردہ
ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴۰۰ سو برس میں نظر
نہیں آتی ـــــ ۲۰۰ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط
نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی [1]

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کمپنی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں "تشکر" کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

> مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے صرف پندرہ دنوں میں ۲۰۰ سو اقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا
>
> یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں
>
> گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش ہے [2]

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح شاعر کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو غزلہ، سہ غزلہ لکھتا ہے، آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو میسر آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا بقول خود عالم کیف میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیف میں سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، راقم نے خود ان کی صحبت میں یہ تاثیر پائی۔

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

[2] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۳ء، ص ۲

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝٣٦

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ

عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝٣٧

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

لآدم فسجدوا إلا إبليس أبى واستكبر وكان من الكافرين ۝

وقلنا يا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة و

كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه

الشجرة فتكونا من الظالمين ۝ فأزلهما

الشيطان عنها فأخرجهما مما كانا فيه وقلنا

اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الأرض

[illegible]

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیے ہیں:

خط اجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید

خط دیوانی منقش، دیوانی قدیم، خط رقاع، خط ریحانی، خط شکستہ

خط شجر دار، خط عماراتی، خط غبار، خط طغراء، ثلث، خط طغرائے

قدیم، خط طغراء، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی منقش،

خط محقق، خط مغربی، خط ماہی، خط مجموعہ، خط نسخ ——————

وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا دخل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ان کے حالات اور شمائل و خصائل بیان کر دیے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم قدم پر رہنمائی کرتی رہی ——————

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین — ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ، ۷ فروری ۱۹۳۸ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی ——————

والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جی ہے جو بقید حیات ہیں اور اللہ صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحبزادے حضرت خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ و ارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت باباصاحب ایک فیکٹری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم و کریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا مشکل ہے —————— راقم دولت کدے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

مشرف ہوا ہے ——

حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بیعت کرا دیا۔ موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ محمد کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۳ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا —— حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے ——

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میرا گل علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے —— حضرت پیر ضیامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا —— سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد الاز خان صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا —— سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدینہ منورہ نے اجازت و خلافت سے نوازا ——

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گم گشتگان راہ کو ہدایت بخشی، ۷ غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہوئے متعدد بار پاک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اب تک ۸ بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں[1] ——

موصوف اپنی مجالس میں ذکر جہر کراتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں ہے۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معنبر کرتی ہیں اور

---

[1] پروفیسر خالد امین مخفی الخیری: سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) اور دیگر ماخذ ——

انسان خود کو ایک نئے جہاں میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت پیدا ہوتی ہے
——— آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک،
افسر سے لے کر چپڑاسی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور)
آستانہ منیریہ (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں مگر مزاج میں عاجزی و
انکساری ہے، طبیعت میں برداشت ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سہہ لیتے ہیں جو اہل اللہ
کے شایان شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، اُن کے دل پر نظر ہے۔
——— دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے ——— کلام میں اثر
ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے ———
عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجہ سے سماعت فرماتے ہیں متکبر و
خود پسند نہیں ——— نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں ———
مطالعہ کا بڑا شوق ہے پشاور میں دولت کدہ پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق
کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے ———
حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے ——— علم و دانش
کی پوچھ ہے ——— یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں ———
حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے
ہیں ——— اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز ہیں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین
تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں ——— ان کی خانقاہیں بہترین
تربیت گاہیں ہیں ——— کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے
مگر دل نہیں بنتے ——— انسان نہیں بنتے ——— انسان بنتا ہے تو

انسانوں کی صحبت میں بیٹھنا ہوگا ـــــــــ اس راز کو جس نے پالیا اس نے فقیری کو شاہی پر ترجیح دی بلاشبہ ـــــ ـــــ

در بار شاہی سے خوش تر
سر ان خدا کا آستانہ

(ھ)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر رقم خوش قسمت ہیں کہ ایک مرد مومن نے ان کی سرپرستی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انھوں نے کام مکمل کیا ـــــــ ان کے کام کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے ـــــــ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ دیئے جائیں ـــــــ کیوں کہ دور جدید کا قاری یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ لکھنے والا کون ہے ـــــــ؟

جناب خورشید عالم گوہر رقم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دینی تعلیم بھی حاصل کی ـــــــ سید اسمٰعیل دہلوی سے خطاطی میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سدیدی کے پاس بھی مشق کی ـــــــ کتابت کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے ـــــــ اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں، پتھروں کے لیے بھی لکھتے رہے ـــــــ موصوف کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان) اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں ـــــــ عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا ـــــــ پہلا پارہ جس کا وزن سو من کے قریب ہے اور جس میں تقریباً ۲۰۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں پیش کیا اور تیسواں پارہ دربار عالیہ موہری شریف میں پیش کیا گیا ـــــــ

خورشید عالم گوہر قلم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ دیکھ کر حیران ہوں سخت حیران کن ہے ———— یہ کمال کسبی نہیں وہبی معلوم ہوتا ہے ———— راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ قرآن ان کو لکھتے دیکھا ہے ———— راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر ان سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی مہارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا ———— انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیف کا عالم طاری ہوتا ہے قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔ سچ ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا ————

المختصر جناب خورشید عالم گوہر قلم ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ ایسے ہنرمندوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیئے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے چوں کہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں ————

خطاطی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دین، سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور شان زمانہ گوناگوں ہے ———— اس کا ماہر جب ڈوبتا ہے تو گوہر ہائے آبدار، نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلا شبہ ؎

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے ہیں بحر بیکراں پیدا

اختتامیہ

(۱)

براعظم ایشیا ہو یا افریقہ، یورپ ہو یا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ ہو یا شمالی امریکہ ـــــ دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو ـــــ جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے ـــــ وہاں ہمدردوں اور دردمندوں کی بھی تلاش ہوتی ہے ـــــ

انسان کو انسان بناتا ہے ـــــ کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں ـــــ مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو ـــــ ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں ـــــ اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم و بےکس سما سکے ـــــ

یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟ ـــــ

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے ـــــ ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ ـــــ صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان ـــــ جس مصنف کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں ـــــ جس ماحول میں انھوں نے پرورش پائی ہے ـــــ وہ اسی کی بات کرتے ہیں ـــــ بات یہاں

سے چلتی ہے ــــــ دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں ــــــ پھر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی قوت کا لوہا ماننے والے چند غلام رہ جاتے ہیں ــــــ

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں ــــــ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ــــــ ایک دوسرے کے قریب رہیں ــــــ اس لیے وہ مذہبی وحدت کا قائل ہے ــــــ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آنے والے اسلام ہی کا پیغام لے کر آئے ــــــ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے ــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا ــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی عیسائیوں کا مذہب تھا ــــــ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ــــــ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ــــــ اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا ــــــ وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام نہ لائے ــــــ آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے ــــــ مگر ان کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا ــــــ بات یہاں سے بگڑی ــــــ اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و مربوط تھی ــــــ مگر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا ــــــ اس طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور نئے نئے مذاہب بنتے چلے گئے ــــــ افراتفری پھیلتی چلی گئی ــــــ اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا ــــــ بلکہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو گیا ــــــ کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے بسنے والے اپنے خدا کے اس پیغام پر لبیک کہیں جو جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم کے مسائل کا حل موجود ہے ــــــ جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے ــــــ

ے صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست

عصرہا پیچیدہ در آیاتِ اوست

صدیوں کے بعد جو معلوم ہو سکتا ہے وہ لمحوں میں دکھا دیا ہے ——— یہ بات دل میں رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی مذہب کا مقابل نہیں بلکہ ہر آسمانی مذہب کی اصل ہے جو پھیلا یہاں سے پھیلا پھر بھٹکتا گیا ——— الگ تھلگ ہوتا گیا ———

(ب)

اسلام انسانیت کے لیے ہے، انسانیت نے اس کو نہ اپنایا تو خود انسانیت کا نقصان ہے، اسلام کا کوئی نقصان نہیں ——— وہ ایک ضابطۂ حیات ہے ——— ایک شخص منزل تک پہنچنا چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہو جاؤ جلد پہنچ جاؤ گے مگر وہ کہتا ہے میں تو بیل گاڑی میں جاؤں گا ——— تو اس میں نقصان جہاز کا نہیں خود مسافر کا ہے ——— اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو منزل تک جلد اور بآسانی پہنچا دیتا ہے اور راستے کی ہر کلفت سے بے نیاز کر دیتا ہے ——— ہم غیر قوموں کے قوانین اپناتے ہوئے ہچکچاتے نہیں ——— آج دنیا کے اکثر قوانین بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر رومن لا سے مستفید ہیں تو پھر قرآن کو اپناتے ہوئے ہم تعصب و تنگ دلی کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟ ——— انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے ہم کو تعصب و تنگ دلی کا یہ پردہ اٹھانا ہوگا اور اس میں شک نہیں دنیا کی بعض حکومتوں نے اپنے اپنے قوانین میں قرآن حکیم کے اصول و ضوابط شامل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ چوری چھپے کیا گیا ہے ———

جب یہ حقیقت ہے تو اس کا برملا اظہار کیا جانا چاہیے، عقل یہ کہتی ہے کہ اسلامی انقلاب سے دنیا کا ہر انقلاب متاثر ہوا ہے ———

(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگل کا قانون نہیں چل سکتا ——— انسان کا قانون چلتا ہے۔
——— مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں ——— رجحانات بدلتے رہتے ہیں
——— کیفیات بدلتی رہتی ہیں ——— پھر قوموں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ
دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا ——— راہیں الگ الگ ———
رنگ الگ الگ ——— بنے تو کیوں کر بنے؟ ——— ایسا رنگ کہاں سے لائیں
کہ سب کا من بھاتا ہو؟ ——— جو سب کی آنکھ کا تارا ہو ——— جو سب کے
دلوں کا سرور ہو ——— اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ
ساتھ چل نکلیں ——— فاصلے سمٹ گئے ——— زمانے سکڑ گئے ———
——— ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روحوں کے فاصلے بڑھ گئے ———
من، تن سے دور ہو گیا ——— تن، من سے چھوٹ گیا ———
ہاں اے زندگی سے بھاگنے والو! ——— اور ہاں اے دنیا کی زندگی کو
سب کچھ سمجھنے والو! ——— ایک جہاں اور بھی ہے ——— ایک مکاں
اور بھی ہے ——— یہی سب کچھ نہیں ——— اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں
کی طرح زندگی گزارتے ——— ہر قانون سے آزاد ہوتے ——— ہر تکلیف
سے آسودہ حال ہوتے ——— حیف ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے ———
ہمارے پیچھے بھی وسعتیں ہیں، ہمارے آگے بھی وسعتیں ہیں ——— آنکھیں کھولو
——— ہوش سنبھالو ——— ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والو! من کی قوت
کا بھی پتا لگاؤ ——— روح کی وسعت کا بھی پتا لگاؤ ——— اور اس سرچشمۂ
ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں ——— عقل حیران ہے

—— یہ کیا ہو رہا ہے؟

اے دنیا کے انسانو! ——— اے دکھ درد کے مارو! ———

اے پھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! ——— اے بے قرار نگاہو! ——— اور اے مضطرب دلو! ——— تمہارا خالق تم کو بلا رہا ہے

——— تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے ——— وہی رحمن و رحیم جو پیدا ہونے ہی پردۂ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکم مادر سے دودھ کی نہریں بہاتا ہے ———

وہی رازق و کریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل نکالتا ہے ——— وہی خالق و مالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے

——— تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خوان نعمت رکھتا ہوتا ہے ——— جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے ——— شعور زندگی کے ساتھ تم کو وقار زندگی بخشتا ہے ——— تم اس خوان نعمت کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ ———

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو دبائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو سلائے جا رہا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا ہے؟ ——— تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے ——— تمہیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جاتا ہے ——— نہیں نہیں زمین ہی پر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔

آؤ آؤ! ذرا اس خوان نعمت کو بھی دیکھو! ——— حقیقت کے پردے اٹھاؤ ——— عبدیت کی رکاوٹیں مٹاؤ ——— قریب آ جاؤ، بالکل قریب، ——— یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے ——— اسی کے بندے

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! ——— تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے؟
——— ذرا سوچو تو سہی؟ ——— غور تو کرو! ——— ہاں زمانہ تم کو پکار
رہا ہے، بہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں ——— روشنیاں بچھی جا رہی ہیں ———
خوشبوئیں پھیلی جا رہی ہیں ——— آنکھیں پُرنور ہو رہی ہیں ——— دماغ معطر ہو
رہے ہیں ——— آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے ——— کہ ایک نئی
بہار آرہی ہے ——— بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! ———

جب اس حسن نے دلوں میں جلوہ دکھایا تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا پیکر نورانی جلوہ
افروز ہوا ——— جب اس حسن نے ذرّے میں جلوہ دکھایا آدم علیہ السلام جیسے
مسجود ملائک جلوہ گر ہوا ——— اور جب اس حسن نے نقطے میں جلوہ دکھایا تو
قرآن عظیم جیسا عظیم شہ کار جلوہ ریز ہوا ——— قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے
ذہن بیدار ہو گئے ——— مردہ زمینوں سے گل بوٹے نکلنے لگے ———
دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستان بن گئے ——— جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا
دبستان کھل گئے ——— ہر طرف چہچہے تھے ——— سب بولنے لگے،
——— سب چہکنے لگے ——— ہر علم میں بہار آئی ——— ہر فن پر نکھار
آیا ———

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب اُمڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمنے کا نام نہیں لیتا
——— بہتا چلا جاتا ہے ——— سیراب کرتا چلا جاتا ہے،
——— بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا
——— ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی، دماغ نیا، سیرت و کردار نئے،
جسم و جاں نئے، در و دیوار نئے ———
آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے ———

بیشک صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب کچھ مل گیا:—

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ
دسمبر ۱۹۸۴ء

ماخذ و مراجع

القرآن الحکیم	
ابن اثیر علی بن محمد جزری	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۰۹ھ / سنہ ۱۹۷۰ء
ابن حزم	کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۱۷ھ / سنہ ۱۸۹۹ء
ابن خلدون	مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر
ابن صاعد اندلسی، قاضی	طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ
ابن کلیم	تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ ملتان، سنہ ۱۹۶۹ء
ابوبکر واسطی، علامہ	الارشاد فی القرآت العشر
ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	السنن الکبریٰ، جلد سوم
ابن ندیم	الفہرست، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۹ء
ابوحامد محمد بن محمد غزالی	احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۵۸ھ سنہ ۱۹۳۹ء

ابوالحسن	فتوح الهند والسندھ (سندھی ترجمہ از مخدوم امیر احمد)، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء، مطبوعہ مصر
ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	سنن ابوداؤد مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء
ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج
ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ / ۱۴۰۴ء مطبوعہ لاہور
ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم	المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند
ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری	طبقات الامم
ابوعبداللہ بن مسلم بن قتیبہ	معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ مصر ۱۹۳۴ء
ابوعبداللہ مالک بن انس	الموطا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، (ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہجہان پوری مظہری)
ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی
ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی الدارمی	کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء
ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبدالبر قرطبی	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۷ء
ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ
ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی	فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد ۵، مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی — الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ

ابوالفضل، شیخ — آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء

ابی جعفر محمد بن جریر الطبری — تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) لیڈن ۱۹۶۴ء

ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی — الشمائل النبویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

ابی الفرج علی بن الحسن الاصبہانی — کتاب الاغانی، مطبوعہ قاہرہ

ابی یعلی، قاضی — الاحکام السلطانیہ،

ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی — حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ

ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبۃ الدینوری — المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء

احمد بن حنبل شیبانی — المسند، مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء

احمد بن محمد العمار الحسنی — مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر سید البریہ، مطبوعہ مصر ۱۹۶۹ء ۱۳۸۷ھ

احمد رضا خان، مولانا — جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء

احمد میاں برکاتی، مولانا — اسلام اور عصری ایجادات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

احمد یار خان، مولانا — علم القرآن، مطبوعہ لاہور

اسماعیل حقی	تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول ۱۹۲۶ء
اسماعیل بن عمر الدمشقی	البدایہ والنہایہ، (تاریخ ابن کثیر)
اطہر مبارک پوری، قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء
افتخار احمد قادری، مولانا	فضائل قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء
افتخار احمد بلخی	تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
الاصطخری	المسالک والممالک
بدر الدین محمود بن احمد عینی	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر
الباقلانی	اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ
البلاذری	فتوح البلدان
البیرونی	آثار الباقیہ
البیضاوی	انوار التنزیل واسرار التاویل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء
الزرکشی	البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۷ء
القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان	وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۷ء

المسعودی	مروج الذہب، جلد دوم
المسعودی	کتاب التنبیہ والاشراف
بزرگ بن شہریار	عجائب الہند، مطبوعہ لیڈن
جلال الدین سیوطی	الاتقان فی علوم القرآن، جلد اول، مطبوعہ کراچی جلد ثانی، مطبوعہ مصر
جلال الدین سیوطی	جوامع الجوامع،
جلال الدین سیوطی	تفسیر در منثور، جلد اول، مطبوعہ مصر
ممن تالپور، ڈاکٹر	سندھ جا اسلامی درسگاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء
حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا	بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی
حنیفہ رضی، ڈاکٹر	عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
خالد ابن مخمنی الخیری، پروفیسر	سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء
خرم علی، مولانا	ترجمہ مشارق الانوار
خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی بن ثابت	اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
خورشید عالم گوہر رقم	عجائب القرآن، پارہ اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
دائرۃ المعارف الاسلامیہ	جلد ۱۶، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری	الترغیب والترہیب، مطبوعہ مصر ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء
سلیمان ندوی، سید	عرب وہند کے تعلقات مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

شبلی نعمانی، مولانا	سیرۃ النبی، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
صدیق حسن خان، نواب	فتح المغیث بفقہ الحدیث، مطبوعہ لکھنو
ظہیر الدین بابر بادشاہ	تزک بابری
عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی
عبد الرزاق نجفی	زبدۃ تجوید، مطبوعہ نجف اشرف
عبد الصمد صارم الازہری	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور
عبد اللطیف رحمانی، مولانا	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عبد المصطفیٰ، علامہ	عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عرام بن الاصبغ سلمی	کتاب اسماء جبال تہامہ وسکانہا وما فیہا من القریٰ، مطبوعہ قاہرہ
علی اکبر	اسرائیل والنبوات فی القرآن، مطبوعہ انگلستان ۱۹۶۴ء
علی متقی علاؤ الدین ہندی	کنز العمال فی سنن الاقوال، والافعال، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۱۲ھ
غلام طیب، مولانا	اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
غلام علی آزاد بلگرامی	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء

گل زار آفاقی	مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء
محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبد اللہ	صحیح بخاری، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
	(ترجمہ مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری مظہری) مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر
محمد بن علوی المالکی الحسنی	حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء
محمد بن ادریس الشافعی	کتاب الام
محمد احمد مصباحی، مولانا	تدوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۴ء
محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر	فقہائے ہند، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ	انوار غوثیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر	رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
محمد طاہر بن عبد القادر الکردی المکی	تاریخ القرآن و غرائب رسمہ و حکمہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء
محمد فرید وجدی	الادلۃ العلمیہ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد فرید وجدی	دائرۃ المعارف القرن العشرین، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر ۱۹۶۶ء، قلمی
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	تمدن ہند و اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد ہاشم ٹھٹوی، علامہ	بیاض ہاشمی (قلمی)
محمود الحسن خسرو، پروفیسر	قرآن حکیم کا نزول اور وحی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء
مناظر احسن گیلانی، سید	النبی الخاتم، مطبوعہ دھلی
محی الدین نووی، امام	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر
مجد الدین فیروز آبادی	بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ
مسعود عالم ندوی، مولانا	ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
مصطفیٰ بن عبداللہ، ملا کاتب چلپی الشہیر بہ حاجی خلیفہ	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ لندن
ممتاز حسین جونپوری	خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
نواب علی، پروفیسر	تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء
نور الدین جہانگیر، بادشاہ	تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
ولی الدین محمد بن عبداللہ	مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دھلی

1.	ALI AKBER :	Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.
2.	ENCYLOPAEDIA BRITTANICA:	VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974
3.	FAZLUR REHMAN ANSARI:	The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.
4.	JAMES DAVID:	Islamic Art. London, 1954
5.	MAHMUD BARALVI:	Seerat-Al-Nabi, Jamshoro,1982
6.	MAURICE BUCCAILLE:	The Bible, The Quran and Science.
7.	M.M.PICKTHAL NEW YORK,1954:	The Meaning of the Glorious Quran
8.	S.M.IKRAM:	Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.
٩	Y.H.SAFAD:	Islamic Calligraphi, London,1978



عجائب القرآن

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ﴿۱﴾

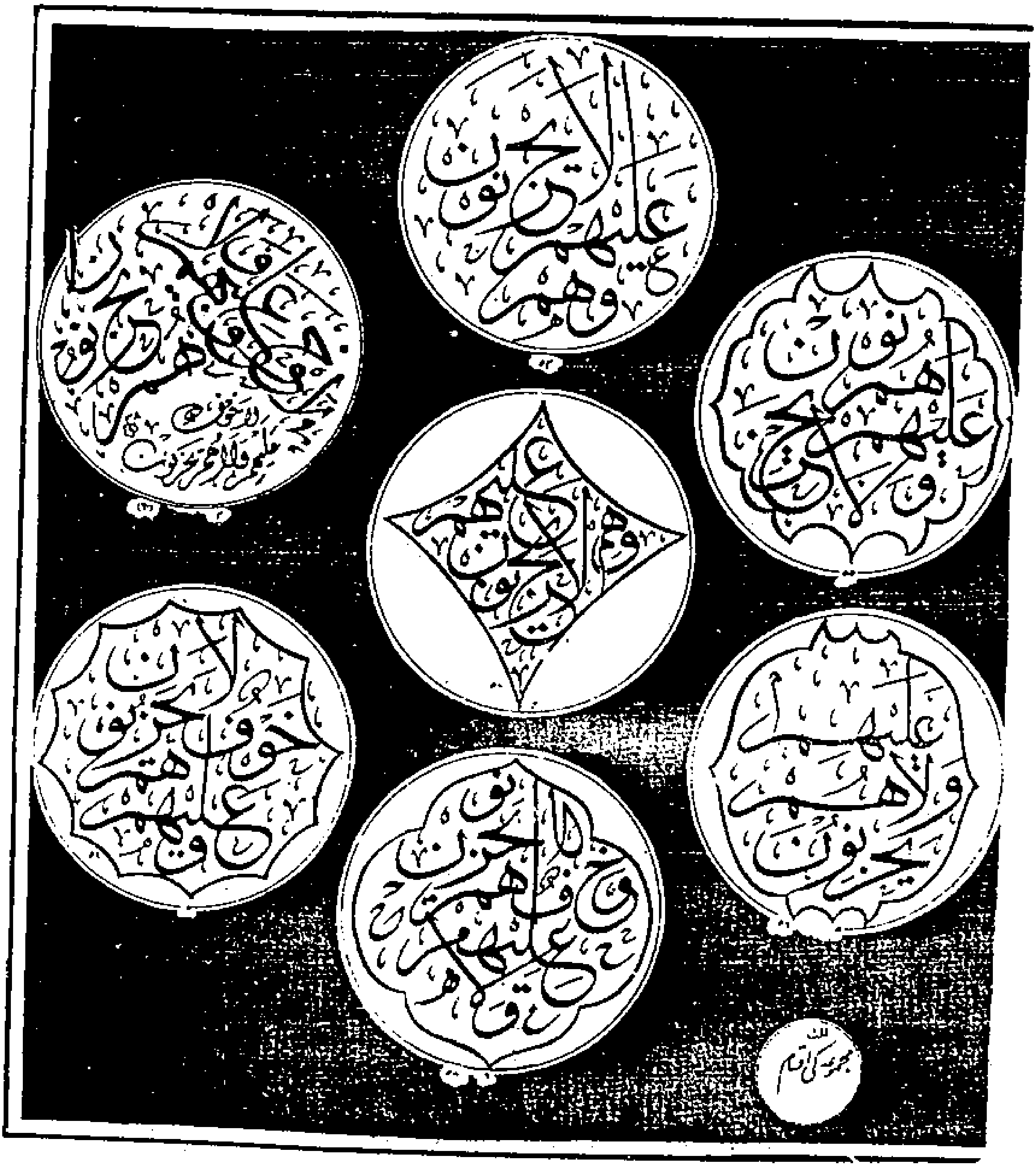
الرحمن الرحیم ﴿۲﴾ ملک

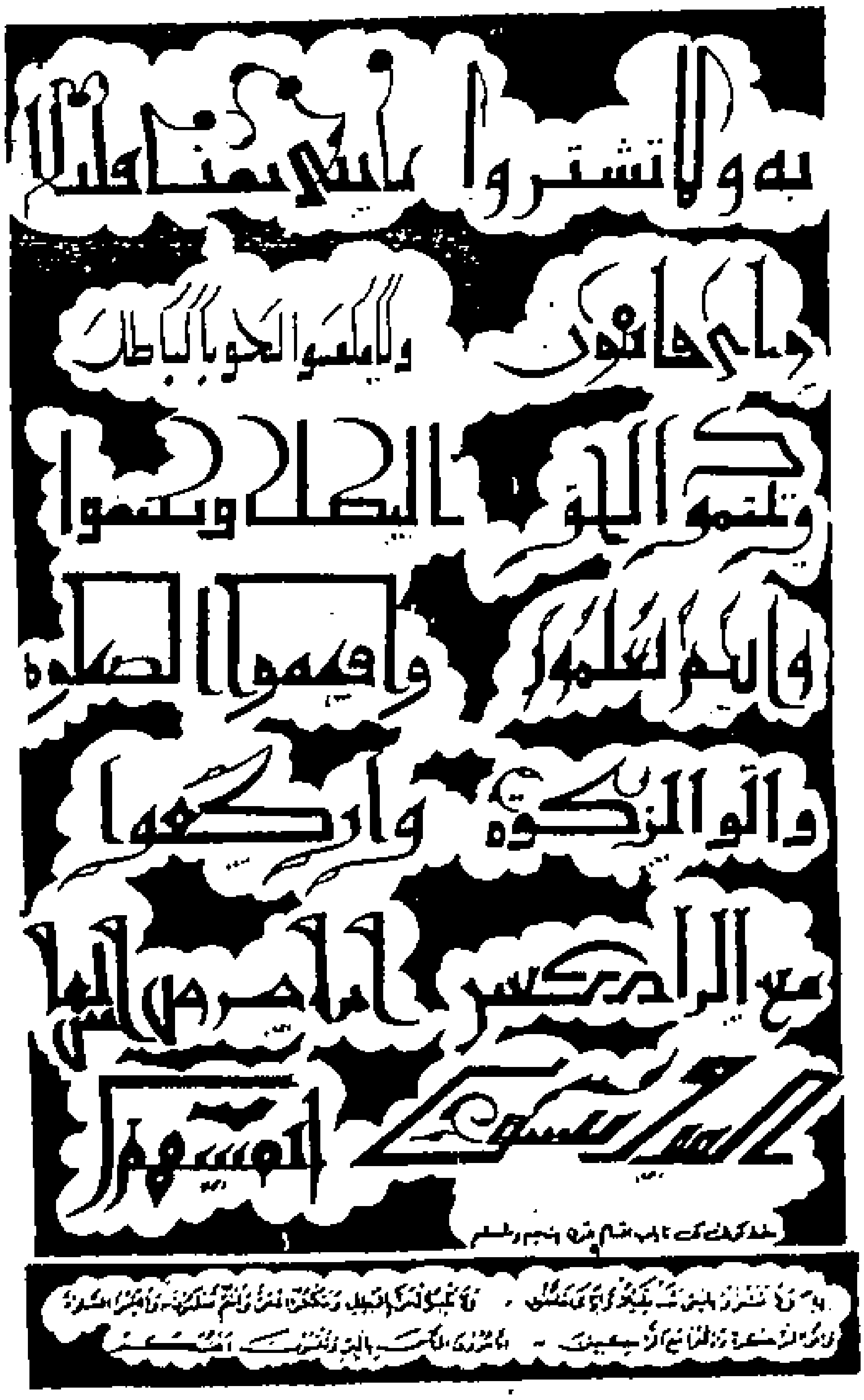
یوم الدین ﴿۳﴾ ایاک نعبد

وایاک نستعین ﴿۴﴾

منزل ۱


أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ




به ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلا
وإياي فاتقون
ولا تلبسوا الحق بالباطل
وتكتموا الحق
وأنتم تعلمون
وأقيموا الصلوة
وآتوا الزكوة
واركعوا
مع الراكعين
أتأمرون الناس بالبر
وتنسون أنفسكم


ولقد علموا لمن اشتراه
ماله فی الاخرة
من خلاق ولبئس ما
شروا به انفسهم لو


يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تَقُولُوا رَاعِنَا


تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون ۔ وقالوا كونوا هودا او نصرى
تهتدوا قل بل ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ۔ قولوا امنا بالله وما انزل الينا
واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط وما اوتي موسى وعيسى وما اوتي
النبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون ۔ فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق
فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم ۔

مصنف کی اہم مطبوعات

①	تمدن ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
②	موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
③	محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
④	آخری پیغام	کراچی	۱۹۸۶ء
⑤	فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
⑥	جانِ جاناں	کراچی	۱۹۹۰ء
⑦	قیامت	کراچی	۱۹۹۲ء
⑧	جانِ جاں	کراچی	۱۹۹۳ء
⑨	علمِ غیب	کراچی	۱۹۹۳ء
⑩	تعظیم و توقیر	کراچی	۱۹۹۴ء
⑪	نسبتوں کی بہاریں	کراچی	۱۹۹۴ء
⑫	نئی نئی باتیں	کراچی	۱۹۹۵ء
⑬	عورت اور پردہ	کراچی	۱۹۹۵ء
⑭	قبلہ	کراچی	۱۹۹۵ء
⑮	مصطفوی نظامِ معیشت	کراچی	۱۹۹۶ء
⑯	فاروقِ اعظم کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک	کراچی	۱۹۹۶ء
⑰	آئینۂ حقائق	لاہور	۱۹۹۷ء
⑱	صراطِ مستقیم	کراچی	۱۹۹۷ء
⑲	روحِ اسلام	کراچی	۱۹۹۷ء

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

Islamic Republic of Pakistan